ماھنامہ

انصاراللہ

نومبر ۲۰۰۱ء

خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے

حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

''.....جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی رویت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیوں کر منظور ہو اور خود کیونکر اُس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اس کے نزدیک قانونِ قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا....'' (کشتی نوح - روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱)

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

قبولیتِ دعا کی شرائط

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''قبولیتِ دعا کے واسطے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ تب کسی کے واسطے دعا قبول ہوتی ہے۔

شرط اول یہ ہے کہ اتّقا ہو یعنی جس سے دعا کرائی جاوے وہ دعا کرنے والا متقی ہو......

دوسری شرط قبولیت دعا کے واسطے یہ ہے کہ جس کے واسطے انسان دعا کرتا ہے اُس کے لئے دل میں درد ہو **اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ** (النمل:۶۳)

تیسری شرط یہ ہے کہ وقت اصفٰی میسر آوے ایسا وقت کہ بندہ اور اسکے رب میں کچھ حائل نہ ہو۔......

چوتھی شرط یہ ہے کہ پوری مدت دعا کی حاصل ہو یہاں تک کہ خواب یا وحی سے اللہ تعالیٰ خبر دے۔ محبت و اخلاص والے کو جلدی نہیں چاہئیے بلکہ صبر کے ساتھ انتظار کرنا چاہئیے۔''

(الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱/اگست ۱۹۰۱ء)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے
ماہنامہ انصار اللہ
ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

نبوت ۱۳۸۰ ہش - نومبر ۲۰۰۱ء
جلد نمبر ------------------- ۴۲
شمارہ نمبر ------------------- ۱۱

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، ریاض محمود باجوہ، جاوید احمد جاوید

اس شمارہ میں

پبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
ڈیزائن وکمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ ------------------- ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ ------------------- دس روپے

اداریہ

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے خدا سے خبر پا کر نہایت پُرشوکت الفاظ میں یہ خوشخبری دی کہ:

''......خدا نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا...... ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔'' (تجلیاتِ الٰہیہ)

اسی زمانہ میں حضرت اقدسؑ نے لیکچر لدھیانہ کے موقع پر فرمایا:

''...... یا تو وہ زمانہ تھا جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔'' (لیکچر لدھیانہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی یہ خبریں نہایت شان وشوکت سے منصّۂ شہود پر آ رہی ہیں۔ اور امسال عالمگیر جلسہ سالانہ منعقدہ جرمنی [illegible] نویں عالمی بیعت ۲۰۰۱ء کے موقعہ پر ایک سال میں آٹھ کروڑ دس لاکھ چھ ہزار سات سو اکیس سعید روحیں احمدیت کی آغوش میں آ گئیں۔ جب کہ ۱۹۹۳ء سے لے کر اب تک مجموعی طور پر نو سالوں میں تقریباً پندرہ کروڑ نئے احمدی دنیا کے ۱۷۵ ممالک میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں اس طرح حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ الہام ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی'' ایک بار پھر پورا ہوا الحمدللہ۔ درحقیقت یہ انقلاب حضور انور ایدہ اللہ کی ان تحریکات کا ثمرہ ہے جن پر احباب جماعت نے والہانہ لبیک کہا۔

اب آئندہ چند ایام تک رمضان المبارک کی آمد آمد ہے ایک نہایت ہی بیش قیمت اور نادر موقع ہے کہ ہم اپنے شب و روز قرب الٰہی کے لئے وقف کر دیں اور عبادات میں وہ ذوق وشوق پیدا کریں کہ خدا تعالیٰ کی سچی معرفت حاصل ہو اور بنی نوع انسان کے لئے ہماری دعائیں مقبول ہوں کہ وہ حق کو شناخت کریں۔ پھر اسی مبارک ماہ میں تحریکِ جدید کا آغاز ہو رہا ہے اور وقفِ جدید کے سال کا اختتام۔ آیئے ہم اس مبارک مہینہ میں ان تحریکات کے آغاز و اختتام کے تناظر میں ایسی قربانیاں پیش کریں جو ہماری آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ہوں۔

امام الکلام

دعا کی ماہیت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب ''برکات الدعا'' میں فرماتے ہیں:

''استجابت دُعا کا مسئلہ درحقیقت دُعا کے مسئلہ کی ایک فرع ہے- اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس شخص نے اصل کو سمجھا ہوا نہیں ہوتا اُس کو فرع کے سمجھنے میں پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں اور دھوکے لگتے ہیں .... اور دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اُس کے ربّ میں ایک تعلقِ جاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے- اور دُعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواصِ عجیبہ پیدا کرتا ہے- سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہِ الوہیت ہے اور اُس کے ساتھ کوئی شریک نہیں- تب اُس کی رُوح اُس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوتِ جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے- تب اللہ جل شانہٗ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں- مثلاً اگر بارش کے لئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے ضروری ہوتے ہیں اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں اور اگر قحط کے لئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے- اسی وجہ سے یہ بات اربابِ کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہے کہ کامل کی دُعا میں ایک قوتِ تکوین پیدا ہو جاتی ہے- یعنی باذنہ تعالیٰ وہ دُعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے اور عناصر اور اجرامِ فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اُس طرف لے آتی ہے جو طرف مئوید مطلوب ہے خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابتِ دعا ہی ہے اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں......''

(برکات الدعا صفحہ ۹-۱۰ روحانی خزائن جلد ۶)

کلام الامام

روزہ کی حکمتیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... روزہ کی چند حکمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''......روزہ ایک دینی مسئلہ ہے۔ یا بلحاظ صحتِ انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شُرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں۔

آج کل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔ بعض نادان تو اس خیال میں اس حد تک ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں۔ جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس دن موت بھی دنیا سے اٹھ جائے گی۔ یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دورانِ رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے۔ مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحتِ جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر رُوحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور اُن کی دعاؤں کو سُنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالیتا ہے جو اُسے ہر قسم کے دکھوں اور شُرور سے محفوظ رکھتا ہے۔

پھر روزے کے ذریعہ دکھوں سے انسان اس طرح بھی بچتا ہے کہ (۱) جب وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے لئے تکلیف میں ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کی سزا سے اسے بچا لیتا ہے۔ (۲) جب وہ فاقے میں رہ کر بھوک کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو اپنے غریب بھائیوں کی خبر گیری کرتا ہے اور اُن کا ہلاکت سے بچنا خود اُسے بھی ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔ کیونکہ بعض افرادِ قوم کے بچنے سے آخر ساری قوم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے۔ اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اُن کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کا حق انہی کو ہے جن کو وہ چیزیں دی گئی ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۵-۳۷۶)

عربی منظوم کلام

○

یَا طَیِّبَ الْاَخْلَاقِ وَالْاَسْمَآءِ جِئْنَاکَ مَظْلُوْمِیْنَ مِنْ جُھَلَاءِ

اے پاکیزہ اخلاق اور پاک ناموں والے ہم جاہلوں کے ظلموں سے مظلوم ہو کر تیرے پاس آئے ہیں۔

اِنَّ الْمُحَبَّۃَ لَاتُضَاعُ وَ تُشْتَرٰی اَنَّا نُحِبُّکَ یَاذُکَاءَ سَخَاءِ

یقیناً محبت نہ تو ضائع کی جاسکتی ہے اور نہ خریدی جاسکتی ہے۔ اے آفتاب سخاوت! ہم تجھ سے محبت کرتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ جَمَعَ الْمَحَاسِنَ کُلَّھَا اَنْتَ الَّذِیْ قَدْ جَاءَ لِلْاِحْیَاءِ

تو ہی ہے جس نے تمام محاسن جمع کر لئے ہیں۔ تو وہی ہے جو احیاء کے لئے آیا ہے۔

یَاکَنْزَ نِعَمِ اللّٰہِ وَالْاٰلَاءِ یَسْعٰی اِلَیْکَ الْخَلْقُ لِلْاَرْکَاءِ

اے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور بخششوں اور عطایا کے خزانے! مخلوق تیری طرف پناہ لینے کے لئے دوڑی آرہی ہے۔

یَابَدْرَ نُوْرِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ تَھْوِیْ اِلَیْکَ قُلُوْبُ اَھْلِ صَفَاءِ

اے اللہ تعالیٰ کے نور و عرفان کے بدرِ کامل! اہلِ صفا کے دل تیری طرف ٹوٹے پڑتے ہیں۔

یَاشَمْسَنَا یَا مَبْدَءَ الْاَنْوَارِ نَوَّرْتَ وَجْہَ الْمُدْنِ وَالْبَیْدَاءِ

اے ہمارے آفتاب اور اے منبع الانوار! تو نے شہروں اور ویرانوں کے چہرے منور کر دیئے۔

اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْھِکَ الْمُتَھَلِّلِ شَاْنًا یَّفُوْقُ شُیُوْنَ وَجْہِ ذُکَاءِ

میں تیرے دمکتے ہوئے چہرے میں ایسی شان دیکھتا ہوں جو آفتاب کے چہرے کی شانوں سے بڑھ کر ہے۔

مَاجِئْتَنَا فِیْ غَیْرِ وَقْتِ ضَرُوْرَۃٍ قَدْ جِئْتَ مِثْلَ الْمُزْنِ فِی الرَّمْضَاءِ

تو ہمارے پاس بے وقت اور بے ضرورت نہیں آیا تو ایسے وقت پر آیا ہے جیسے شدید گرما میں بارش آجائے۔

(منن الرحمن صفحہ ۴۶ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۷۱)

فارسی منظوم کلام

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفیٰ سیّدِ عُشّاقِ حق شمس الضُّحےٰ

وہ جہاں کا بادشاہ جس کا نام مصطفیٰؐ ہے جو عشاقِ حق کا سردار اور شمس الضحیٰ ہے

آنکہ ہر نُورے طفیلِ نُورِ اُوست آنکہ منظورِ خُدا منظورِ اُوست

وہ وہ ہے کہ ہر نور اسی کے طفیل سے ہے۔ وہی ہے کہ اُس کا منظور کردہ خدا کا منظور کردہ ہے

آنکہ بہرِ زندگی آب رواں ! در معارف ہمچو بحرِ بیکراں

اس کا وجود زندگی کے لئے آبِ رواں ہے اور حقائق اور معارف کا ایک ناپیدا کنار سمندر ہے

آنکہ بر صدق و کمالش در جہاں صد دلیل و حجتِ روشن عیاں

وہ کہ جس کی سچائی اور کمال پر دنیا میں سینکڑوں دلیلیں اور روشن براہین ظاہر ہیں

آنکہ انوارِ خدا بر رُوئے اُو مظہر کارِ خُدائے کوئے اُو !

وہ جس کے منہ پر خدائی انوار برستے ہیں اور جس کا کوچہ نشاناتِ الٰہی کا مظہر ہے

آنکہ جملہ انبیاء و راستاں خادمانش ہمچو خاکِ آستاں

وہ کہ تمام نبی اور راست باز خاکِ در کی طرح اس کے خادم ہیں

آنکہ مہرش مے رساند تا سما مے کند چوں ماہِ تاباں در صفا

وہ کہ جس کی محبت آدمی کو آسمان تک پہنچاتی ہے اور صفائی میں چمکتے ہوئے چاند کی طرح بنا دیتی ہے

مے دِہد فرعونیاں را ہر زماں چو یدِ بیضائے موسیٰ صد نشاں

وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فرعونی لوگوں کو موسیٰؑ کے یدِ بیضاء کی طرح ہر وقت سینکڑ ں نشانات دکھاتا ہے

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۶۲۷ حاشیہ)

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا - گمنام پا کے شہرہ عالم بنا دیا

عالمگیر جلسہ سالانہ (جرمنی) کی ایمان افروز روئیداد

جلسہ سالانہ کی تیاری، مہمانوں کا استقبال، پرچم کشائی -

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے رُوح پرور خطاب، علمی و تربیتی تقاریر

تلخیص و ترتیب: مکرم جاوید احمد جاوید صاحب

مکرم مبشر احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ نے مرکزی جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ء کی تیاری کے سلسلہ میں بتایا کہ:-

جلسہ سالانہ کی تیاری: جلسہ سالانہ کی تیاری ۱۳ر اگست کو دعا سے شروع ہوئی - اور شام تک ۳۵۰ کارکنان نے حاضر ہو کر کام کا آغاز کر دیا - محترم عبداللہ واگس صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اس جلسہ کی تیاریوں کے سلسلہ میں وقف عارضی کی تحریک کی تھی - چنانچہ ۱۲۰ ر افراد نے اپنے آپ کو وقف عارضی کے لئے پیش کیا اور دیگر احباب کے ساتھ مل کر جلسہ کی تیاریوں میں حصہ لیا - ۴۵ - ۴۰ ممالک سے وفود کی آمد کی اطلاعات تھیں - اس کے پیش نظر مختلف ایئر پورٹس سے مہمانوں کو من ہائیم تک پہنچانے کے لئے خاص بسوں اور ویگنوں کا بھی انتظام کیا گیا تھا -

مئی مارکیٹ میں رہائش کے لئے دو بڑے ٹینٹ نصب کئے گئے تھے - جن کا کل رقبہ ۳۶۰۰ میٹر تھا - اس کے علاوہ بہت سے احباب نے پرائیویٹ خیمہ جات نصب کئے - نیز قریبی شہر میں بھی رہائش کے انتظامات کئے گئے تھے -

۲۲ر اگست کو مکرم امیر صاحب جرمنی نے جلسہ سالانہ ۲۰۰۱ء کی ڈیوٹیوں کا باقاعدہ افتتاح دعا کے ساتھ فرمایا - اور انتظامات کا معائنہ کر کے موقعہ پر ہدایات دیں -

جلسہ گاہ اور سٹیج: امسال جلسہ کے لئے بہت وسیع انتظامات کئے گئے تھے - اسی مناسبت سے مردانہ جلسہ گاہ کا پنڈال بھی پہلے سے زیادہ کھلا تھا سٹیج پر خصوصی توجہ کی گئی تھی زیادہ وسیع اور خوبصورتی سے بنایا گیا تھا - پس منظر میں سفید سکرین آویزاں کی گئی تھی - جلسہ پر مختلف تصاویر اور ویڈیوز دکھائی جاتی رہیں جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے چہرہ مبارک کا کلوز شارٹ دکھایا گیا - اور دیگر مقررین کی تقاریر کے دوران موقعہ کی مناسبت سے سکرین پر مناظر بدلتے رہے -

تقاریر کے تراجم کا انتظام: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات اور دیگر کارروائی کے کل ۱۳ زبانوں میں رواں ترجے ہوئے - امسال پہلی مرتبہ یہ تجربہ کیا گیا کہ ۴ زبانوں میں ترجے انگلستان سے ریلے ہوئے یعنی مترجم انگلستان میں بیٹھے ہوئے ترجمہ کر رہے تھے اور جرمنی میں موجود مہمان ان تراجم سے براہ راست مستفید ہو رہے تھے - ان کے علاوہ ۹ زبانوں میں جرمنی

میں ترجمہ کا انتظام موجود تھا۔

استقبال و انٹرویو: بعض غیر ملکی مہمانوں کے جلسہ میں شمولیت کے بارے میں تاثرات اور انٹرویوز بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر کئے گئے۔ مکرم منور عابد صاحب نے جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے مہمانوں کا استقبال کیا اور انٹرویوز بھی لئے۔

حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب: من ہائیم (جرمنی) ۲۴ اگست ۲۰۰۱ء سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مئی مارکیٹ میں جماعت احمدیہ جرمنی کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ ۲۰۰۱ء کا افتتاح پرچم کشائی اور خطبہ جمعہ سے فرمایا۔ حضور نے لوائے احمدیت لہرایا۔ جس کے بعد حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کے بارے میں پُر معارف خطاب اور جلسہ سالانہ ۲۰۰۱ء پر آنے والے احباب کو نصائح سے نوازا۔ حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ کے افتتاحی خطاب پر مشتمل خطبہ کو ایم ٹی اے نے جرمنی کے شہر من ہائیم سے لائیو ٹیلی کاسٹ (Live Telecast) کیا۔

حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ پر آنے والوں کو نصائح فرمائیں۔ کہ وقت ضائع نہ کریں۔ ذکر الٰہی میں مصروف رہیں۔ نمازوں کا التزام کریں۔ میری ہی نہیں دیگر علماء کی تقاریر بھی سنیں۔ سلام کو رواج دیں۔ عورتیں پردے کا خیال رکھیں۔ کھانا ضائع نہ کریں۔ ہر شخص اپنے گردوپیش پر نظر رکھے۔ اور مشکوک افراد کے بارے میں فوراً حفاظتی عملے کو آگاہ کرے۔ جو لوگ ویزا لے کر جلسے پر آئے ہیں ان میں سے کوئی یہاں پر اسائلم نہ لے۔ جماعت اس کی اجازت نہیں دے گی۔ یہاں آنے والوں کو لازماً واپس جانا ہوگا۔ ورنہ اسے یہ کہا جائے گا۔ یا جرمنی میں رہو یا جماعت میں رہو۔ اگر جرمنی سے نہیں جاؤ گے تو ہمیشہ کے لئے جماعت سے باہر رہو گے۔ معافی کا کوئی سوال نہیں ہوگا۔

جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۱ء کے دوسرے روز حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ کا خطاب: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ فتح کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ آج خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو گننے کی کوشش کرنے کا دن ہے۔ اللہ کے افضال گنے تو نہیں جاسکتے۔ یہ تو آسمان سے نازل ہونے والی بارش کے قطروں کی طرح ہوتے ہیں۔ تاہم اس بارے میں حقیری سی کوشش کروں گا۔ حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کام کافی وسیع تھا۔ لیکن میں نے اس کو دو حصّوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک حصّہ مکرم نصیر احمد قمر صاحب اور مولوی منیر الدین شمس صاحب نے بیان کر دیا ہے۔ اس طرح سے میرا کام نسبتاً چھوٹا ہو گیا۔

خدا کے فضل و کرم سے ۱۷۴ ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے ۱۹۸۴ء میں میری ہجرت کے وقت ۹۱ ممالک میں احمدیت قائم تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۷ سالوں میں ۸۳ نئے ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے۔ امسال چار نئے ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ ان میں وینزویلا، سائپرس (قبرص) مالٹا اور آذربائیجان شامل ہیں۔

بیوت الذکر اور مراکز دعوت الی اللہ: بیوت الذکر اور دعوت الی اللہ کے مراکز کے سلسلہ میں افریقہ، انڈونیشیا اور ہندوستان کی جماعتیں سب دنیا پر سبقت لے گئی ہیں۔ ان ممالک میں بہت کم خرچ پر بیت الذکر بنا دی جاتی ہیں نئی بیوت الذکر

اور مراکز کی تعمیر کا کام بڑی کامیابی سے جاری ہے- مقامی جماعتیں وقارِ عمل کے ذریعہ خدمت کی توفیق پاتی ہیں- عورتیں بچے جوان بوڑھے سبھی خدمت میں مصروف رہتے ہیں-

مغربی ممالک: امریکہ میں دعوت الی اللہ کے مراکز کی تعداد ۳۶ اور کینیڈا میں ۱۰۱ ہے- جرمنی میں یکصد بیوت الذکر کی تعمیر کا منصوبہ- حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا- میں نے کہا تھا کہ بڑی (بیوت الذکر) کی فکر نہ کریں- چھوٹی چھوٹی بیوت بنا لیں لیکن جماعت احمدیہ جرمنی کے جوش اور ولولے نے زیادہ بڑی اور عظیم الشان عمارتیں بنانے کی طرف توجہ مرکوز رکھی ہے- جس سے نسبتاً بہت کم کامیابی حاصل ہوئی ہے- صرف ۱۰ مقامات پر قطعات زمین حاصل کئے گئے ہیں- فرینکفرٹ میں خدا کے فضل سے بڑی کامیابی ملی ہے-

احمدیّت کی عظیم الشّان ترقیات کا ذکر: حضور نے ملک وار جماعتی ترقیات کا ذکر فرمایا جس کی تفصیل یہ ہے-

نائیجر: حضور نے فرمایا- یہ ملک بینن کے سپرد تھا- بینن کی جماعت نے عظیم الشان خدمات سرانجام دی تھیں- گذشتہ سال نائیجر میں ۶۰ ہزار بیعتیں ہوئی تھیں- اس سال ۵۴ لاکھ ۴۴ ہزار بیعتیں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہوئی ہیں- ایک اور اہم خوشخبری یہ ہے- کہ اس ملک میں جماعت کی رجسٹریشن بھی ہوگئی ہے- جو التوا کا شکار تھی- نائیجر میں ۴۸۳ نئے علاقوں میں احمدیت قائم ہوئی ہے- ۱۸۸ چیفس نے احمدیت قبول کی- ۵۱۴ بنی بنائی (بیوت الذکر) اماموں سمیت جماعت کو پیش کی گئیں-

ٹوگو: یہ ملک بھی بینن کے سپرد تھا- گذشتہ سال اس ملک میں عظیم الشان کامیابیاں حاصل ہوئیں- اس سال اس میں نمایاں اضافہ ہوا- اور ۱۷ لاکھ ۷۱ ہزار بیعتیں حاصل ہوئیں- یہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلی بیت الذکر تعمیر ہو چکی ہے- ٹوگو میں ۱۵۷ نئے مقامات پر جماعت قائم ہوئی ہے- ۱۵۲ بنی بنائی بیوت الذکر اماموں سمیت جماعت کو مل گئیں-

امیر صاحب لکھتے ہیں- کہ مخالفین نے احمدیت کی ترقی رکوانے میں ناکامی پر گورنر کے پاس شکایت کی کہ جماعت احمدیہ کو دعوت الی اللہ سے روکا جائے- گورنر نے ایک روز ہمیں بلا لیا- جب کہ ہمارے مخالفین پہلے سے وہاں موجود تھے- گورنر نے کہا کہ اختلاف کیا ہے؟ اس پر ہمارے وفد نے احمدیت کا تعارف کروایا- گورنر نے اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا- پھر کہا- کہ مجھے اس بارے میں کتب مہیا کی جائیں- گورنر نے چند روز کے بعد کہا کہ میں نے تمام کتب پڑھ لیں ہیں- ایک کتاب میں لکھا ہے کہ احمدی ہونے کے لئے ایک فارم پُر کرنا پڑتا ہے- مجھے بیعت فارم بھجوا دو- میں آج سے احمدی ہوں- چند دن کے بعد ٹوگو کے دوسرے گورنر بھی احمدی ہو گئے- اب اس علاقہ میں ۸ لاکھ سے زائد افراد احمدی ہو چکے ہیں-

کینیا: کینیا میں حیرت انگیز تبدیلیاں ہو رہی ہیں- اس سال کینیا میں ۷۰ نئے مقامات پر احمدیّت قائم ہوئی- ۵۶ مقامات پر نظام جماعت باقاعدہ قائم ہو گیا ہے ۱۲ نئی بیوت الذکر تعمیر ہوئیں- ۵ بیوت الذکر بنی بنائی جماعت کو عطا ہوئیں- ۱۴ دعوت الی اللہ کے مراکز کا اضافہ ہوا- اب ان کی کل تعداد ۴۵ ہو گئی ہے- ۲۱۵ سے زائد تربیتی کلاسیں منعقد ہوئیں جن میں ۱۴ ہزار ۵ سو

نمائندگان نے شرکت کی- اس سال یہاں ۳۵ لاکھ ۱۷ ہزار بیعتیں ہوئیں- الحمد للہ تعالیٰ

جبوتی: گذشتہ سال اس ملک میں پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا- اور ۵۰ ہزار سے زائد بیعتیں ہوئیں- اس سال ایک لاکھ بیس ہزار بیعتیں ہوئیں-

اریٹیریا: گذشتہ سال یہاں ۳۶ ہزار بیعتیں ہوئی تھیں- اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے بیعتوں کی تعداد ۸ لاکھ سے تجاوز کر گئی- ۶۰ مقامات پر باقاعدہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں- اس ملک میں دو سال قبل کوئی احمدی نہ تھا-

ایتھوپیا: یہ حضرت بلالؓ حبشی کا ملک ہے- گذشتہ سال اس ملک میں ۳۶ ہزار بیعتیں حاصل ہوئیں اس سال یہ تعداد بڑھ کر ۵۰ لاکھ ۶۵ ہزار تک پہنچ چکی ہے- ۹۰ مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہو جانے کے بعد باضابطہ نظام جماعت قائم ہو گیا ہے-

تنزانیہ: اس سال ۸۱ مقامات پر جماعت کا نفوذ ہوا- اس سال یہاں ۳ لاکھ ۷۰ ہزار سے زائد بیعتیں ہوئیں- ۱۱۷ تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز کا انعقاد ہوا- شامل ہونے والوں کی تعداد ۱۹۴۳۳ رہی-

احمدی ہونے کی عظیم الشّان برکات: حضور نے فرمایا کہ ایک نو احمدی مکرم رمضان شعبان صاحب ۱۵ سال اہل حدیث کے مبلّغ رہے اللہ نے ان کو قبول احمدیت کی توفیق دی- اب وہ بفضل خدا ہر ماہ ۵۰-۶۰ ہزار افراد کو احمدی بنا لیتے ہیں- انہوں نے حیرانی سے کہا- کہ ۱۵ سال میں نے اہل حدیث کے تحت کام کیا- مگر ایک بھی غیر مسلم کو مسلمان نہ بنا سکا-

ملاوی: گذشتہ سال یہاں پر صرف ۳۷۵ بیعتیں حاصل ہوئی تھیں- اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ ۸۰ ہزار سے زائد بیعتیں ہوئیں-

موزمبیق: گذشتہ سال یہاں کی بیعتوں کی تعداد ۲۳ ہزار ۵۰۳ تھی- اس سال ایک لاکھ کا ٹارگٹ تھا- اس کے مقابل پر دس لاکھ بیعتیں ہو چکی ہیں- احمدی ہونے والوں میں دو چیف اور ۵ شیوخ شامل ہیں-

کانگو: یہ افریقہ کا وسط ہے گذشتہ سال یہاں ایک لاکھ ۱۴ ہزار بیعتیں ہوئیں جب کہ امسال ۶ لاکھ ۷۰ ہزار سے زائد ہو چکی ہیں-

آئیوری کوسٹ: اس سال اس ملک میں ۶۵۳ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا- ان میں سے ۱۱۵ مقامات پر باضابطہ نظام جماعت قائم ہو چکا ہے- ۵۳۳ نئی بیوت الذکر قائم ہوئیں- ۱۱ تعمیر ہوئیں- ۵۲۲ بنی بنائی ملیں- اس ملک میں احمدی بیوت الذکر کی تعداد دو ہزار ۵۶۶ ہو چکی ہے- دعوت الی اللہ کے مراکز کی تعداد ۳۷ ہو گئی ہے- ۴۶۹ چیف اور ۶۲۲ آئمہ نے بیعتیں کیں- جب کہ بیعتوں کی کل تعداد ۲۱ لاکھ سے زائد ہو چکی ہے

بورکینا فاسو: یہاں پر ۱۱۴ مقامات پر پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا-۱۱۷ مقامات پر امسال نظام جماعت قائم ہوا-۱۱۷ بیوت الذکر کا اضافہ ہوا-جن میں ۱۳ نئی تعمیر کی گئیں-۱۰۴ بنی بنائی جماعت احمدیہ کو مل گئیں-اس وقت بورکینا فاسو میں جماعت احمدیہ کی بیوت الذکر کی کل تعداد دو ہزار ۱۲ ہے-دوران سال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۲۰ لاکھ افراد احمدی ہوئے-

غانا: حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس ملک میں دعوت الی اللہ کے مراکز کی تعداد ۱۶۴ ہوگئی ہے-اس سال غانا میں ۱۳ لاکھ ۷۳ ہزار سے زائد بیعتیں ہوئیں-

نائیجیریا: اس ملک میں اس سال ۳ لاکھ ۵ ہزار بیعتیں ہوئیں-یہاں امسال ۲۰ بیوت الذکر تعمیر ہوئیں-جبکہ ۳۶ بنی بنائی مل گئیں اس وقت نائجیریا میں ان کی تعداد ۲۷۴ ہے-

سینیگال: ۴۵ نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا-۲۵ نئے مقامات پر نظام جماعت قائم ہو چکا ہے-اس سال خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲ لاکھ ۶۱ ہزار افراد بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے-

ہندوستان کی عظیم الشان کامیابیاں: حضور نے فرمایا اٹھو اور شیروں کی طرح پھیل جاؤ-یہ آپ کی سعادت ہے-اس کو قائم رکھیں-حضور نے فرمایا-کہ چنانچہ ہندوستان نے اس پر لبیک کہا-اور اس سال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہندوستان کو ۴ کروڑ ۲۵ لاکھ ۳۶ ہزار سے زائد بیعتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے-اتر پردیش کی ایک تنظیم نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے-جس میں اعتراف کیا گیا ہے-کہ اس وقت تک قادیانی مذہب میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۸ کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے-اگر یہی حالت رہی تو کوئی گاؤں کوئی شہر قادیانیوں سے خالی نہیں رہے گا-حضور نے فرمایا ''انشاء اللہ''

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا-حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا-

> ''میں اسی خدا کا شکر کرتا ہوں-جس نے مجھے بھیجا ہے اور باوجود اس شر اور طوفان کے جو مجھ پر اٹھا اور جس کی جڑ اور ابتداء اسی شہر (لدھیانہ) سے اٹھی اور پھر دلی تک پہنچی-مگر اس نے تمام طوفانوں اور ابتلاؤں میں مجھے صحیح و سالم کامیاب نکالا اور مجھے ایسی حالت میں اس شہر میں لایا کہ ۳ لاکھ سے زیادہ مرد و زن میرے مبائعین میں داخل ہیں-اور کوئی مہینہ نہیں گزرتا جس میں دو ہزار ۴ ہزار اور بعض اوقات ۵ ہزار اس سلسلے میں داخل نہ ہوتے ہوں-''

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا-اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دو چار ہزار کے مقابل پر ہر ماہ احمدیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد ۶۶ لاکھ سے زائد ہے-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا-اب میں آخری اقتباس حضرت مسیح موعود کا آپ کے ایمانوں کی تازگی کے لئے پیش کرتا ہوں-حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں-

’’میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا کو اپنے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔ اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے۔ جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔ اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا۔ جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں۔‘‘

نویں عالمی بیعت کا انقلاب انگیز نشان: نویں عالمی بیعت ۲۰۰۱ء ایک سال میں آٹھ کروڑ ۱۰ لاکھ سعید روحیں احمدیّت کی آغوش میں آگئیں۔ ۹ سالوں میں ۱۵ کروڑ نئے احمدی تاریخ عالم کا ایک پُرشکوہ واقعہ ہے۔

۲۶ راگست ۲۰۰۱ء کو روحانیت کی تاریخ کا ایک اور تاریخ ساز واقعہ رقم ہوگیا۔ صرف ایک سال میں آٹھ کروڑ دس لاکھ ۶ ہزار ۲۱ ۷ افراد احمدیت میں داخل ہوئے ان میں سے صرف بھارت میں ۴ کروڑ سے زائد سعید روحوں نے احمدیت قبول کی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بار بھی حصول برکت وسعادت کے لئے حضرت مسیح موعود کا سبز رنگ کا کوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ حضور فرش پر تشریف فرما ہوئے۔ اور آپ کے گرد ۵/ ۶ افراد کے ایک حلقہ نے حضور کے دست مبارک پر اپنے ہاتھ رکھے۔ باقی لوگوں نے احباب کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے جسمانی رابطہ قائم کیا۔ حضور نے بیعت کے الفاظ انگریزی زبان میں دوہرائے۔ حضور ایک جملہ پڑھ کر رک جاتے۔ اور پھر مختلف زبانوں کو جاننے والے اپنی اپنی زبانوں میں اس جملہ کو دوہراتے اس طرح سے مختلف زبانوں کے الفاظ کا ایک ایمان افروز روحانی ارتعاش پیدا ہو جاتا۔ اور صحف سابقہ کی عظیم پیشگوئیوں کے مطابق ہر قوم اور ہر زبان اس تقریب میں شامل ہوئی۔ اس طرح سے بیعت کے تمام الفاظ مکمّل ہونے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اور جملہ احباب نے اپنی اپنی جگہوں پر سجدۂ شکر ادا کیا۔

حضور نے بیعت کے الفاظ دوہرائے جانے سے پہلے مختصراً چند کلمات ارشاد فرمائے حضور نے فرمایا۔ بہت عجز وانکسار سے اللہ کی رحمت کو قبول کرنا چاہیئے۔ عالمی بیعت کی یہ نویں تقریب تھی یاد رہے۔ کہ سب سے پہلی عالمی بیعت ۱۹۹۳ء میں ہوئی جس میں صرف ۲ لاکھ نئے احباب جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد حضور کے ارشاد کے عین مطابق یہ تعداد ہر سال دوگنی ہوتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ امسال ۸ کروڑ سے بھی اوپر نکل گئی۔

(روزنامہ الفضل میں شائع ہونے والی روداد سے یہ تلخیص وترتیب دی گئی ہے۔ بشکریہ روزنامہ الفضل ۲۸ راگست تا ۱۴ ستمبر ۲۰۰۱ء)

(نوٹ: حضور انور کا آخری روز کا خطاب ’’روایات رفقاء حضرت اقدس‘‘ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

تحریک جدید کی اہمیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود............ کے الفاظ میں

از: مکرم قائد صاحب اشاعت مجلس انصار اللہ پاکستان

تحریک جدید کیا ہے: ''تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم واستقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور انہی چیزوں کے مجموعے کے نام تحریک جدید ہے'' (روزنامہ الفضل جلد ۳۰ نمبر ۲۸۰)

تحریک جدید کو کیوں جاری کیا گیا: ''تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ کچھ افراد ایسے میسر آ جائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ وہ عزم واستقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے'' (خطبہ جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء الفضل جلد ۳۰ نمبر ۲۸۰)

تحریک جدید میں شمولیت کیوں ضروری ہے:

الف۔ ''میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرّہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھو یا جائے گا۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

ب۔ ''کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہئے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے بلکہ اسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہئے جب تک کہ اس میں ساری جماعتیں حصہ نہ لیں'' (خطبہ جمعہ ۱۵ رجنوری ۱۹۳۷ء)

تحریک جدید مستقل تحریک ہے: ''تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے جس میں حصہ لینے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستحق ہوں گے۔'' (خطبہ جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۸ء الفضل جلد ۲۶ نمبر ۲۷۱)

تحریک جدید الٰہی تحریک ہے: ''میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی...... میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے'' (خطبہ جمعہ ۲۷ نبوت ۱۳۶۱ ہش الفضل جلد ۳۰ نمبر ۲۸۰)

نیز فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ پر اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں کہ یہ کام اسی کا ہے اور میں صرف اس کا ایک حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں لیکن حکم اسی کا ہے'' (خطبہ جمعہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء)

تحریک جدید کے جملہ امور کی دہرائی اور خطبہ جمعہ دیئے جانے کی تاکید: ''میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں وہ جماعت کے سامنے اس وقت تک کہ مشیئتِ الٰہی ہمیں کامیاب کردے ہر چھٹے ماہ دوہرائے جانے چاہئیں'' (خطبہ جمعہ مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۳۵ء)

نیز فرمایا: ''ہر مہینہ میں ایک خطبہ جمعہ تمام احمدیہ جماعتوں میں میری جدید تحریک کے متعلق پڑھا جائے اور اس میں جماعت کو قربانیوں پر آمادہ کرتے ہوئے ان میں نیکی اور تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے'' (خطبہ جمعہ ۱۹ راپریل ۱۹۳۵ء)

نیز فرماتے ہیں: ''جماعت کے عہدیداروں کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا ہفتہ میں کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنایا کریں بلکہ جماعتوں کا اصل کام یہی ہونا چاہیئے اور ہر جگہ کی جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ میرا خطبہ جمعہ تفصیلاً یا خلاصۃً لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنا دیا کریں۔ جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ جماعت کی اصلاح کا کام کرتا ہے۔ اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ دوسرے کسی اور کے کلام میں نہیں ہوسکتا۔'' (الفضل جلد نمبر ۳۰ نمبر ۲۸۰)

تحریک جدید میں مدِّنظر امور: ''(دعوت الی اللہ) اور تعلیم و تربیت دو نہایت ہی اہم کام ہیں اور انہی دو کاموں کو تحریک جدید میں مدِّنظر رکھا گیا ہے۔ تعلیم و تربیت مدِّنظر رکھتے ہوئے سادہ غذا، سادہ لباس، خود ہاتھ سے کام کرنا، سینما کا ترک، غریبوں کی امداد، بورڈنگ تحریک جدید اور ورثہ وغیرہ کام تجویز کئے گئے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ جن کو کسی وقت بھی ترک نہیں کیا جاسکتا۔'' (خطبہ جمعہ ۱۸ رنومبر ۱۹۳۸ء ''الفضل'' جلد ۲۶ نمبر ۲۷۱)

تحریک جدید کے مطالبات کا خلاصہ: ''ان مطالبات کا خلاصہ چار باتیں ہیں۔

۱۔ اول جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔

۲۔ دوسرے جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے عملی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا۔

۳۔ تیسرے جماعت میں ایک ایسا فنڈ تحریک جدید کا قائم کردینا جس کے نتیجہ میں (دعوت الی اللہ) کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کریں۔

۴۔ چوتھے جماعت کو (دعوت الی اللہ) کے کاموں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلا دینا۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۳)

نیز فرماتے ہیں: ''تحریک جدید کے تمام مطالبات اس لئے ہیں کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بناؤ۔ کوئی انسان کسی عقلمند انسان کو بھی دھوکہ نہیں دے سکتا۔ پھر تم کس طرح خیال کر لیتے ہو کہ خدا کو دھوکہ دے لوگے؟ یہی وہ

احساس ہے جس کے ماتحت میں نے تحریک جدید کا آغاز کیا۔" (خطبہ جمعہ ۲۶/نومبر ۱۹۳۷ء الفضل جلد ۲۵ نمبر ۲۸۳)

جماعت احمدیہ کا فرض: "آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے لئے یہ وقت بہت نازک ہے۔ ہر طرف سے مخالفت ہو رہی ہے اور اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت اور وقار کو قائم رکھنا آپ لوگوں کا فرض ہے۔"
(خطبہ جمعہ ۱۶ نومبر ۱۹۳۴ء)

نیز فرماتے ہیں: "یہ باتیں ایسی ہیں کہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے اور کھاتے پیتے ہر وقت اور ہر لحہ اپنی بیویوں اپنے بچوں اپنے دوستوں اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں کے کانوں میں ڈالنی چاہئیں۔ اور انہیں ان باتوں پر راسخ اور مضبوط کرنا چاہیئے کہ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے اور خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعتیں مشکلات کے بغیر ترقی نہیں کرتیں۔ پس ان باتوں کو دہراؤ اور دہراتے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ یہ باتیں تمہارا ورد اور وظیفہ بن جائیں اور اگر ایک چھوٹے سے بچے سے بھی سوال کیا جائے کہ احمدیت کی ترقی کا کیا ذریعہ ہے؟ تو وہ کہہ اٹھے کہ ہم بغیر قربانی اور جان دینے کے ترقی نہیں کر سکتے اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔ ایک عورت سے اگر پوچھا جاوے تو وہ بھی یہی جواب دے اور اگر ایک مرد سے پوچھا جائے تو وہ بھی یہی جواب دے۔ غرض ہر شخص کے ذہن میں یہ باتیں ڈالی جائیں اور اس کے ماتحت جماعت میں ایسا ماحول اور بیداری پیدا کی جائے کہ قربانیاں کرنا کوئی مشکل کام نہ رہے"
(رپورٹ مجلس مشاورت اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ ۱۲۸)

عہدہ داران تحریک جدید: "خدا تعالیٰ کے کام پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں سے وابستہ نہیں ہوتے اور نہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کسی جماعت سے یہ پوچھے گا کہ تمہارا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری کیسا تھا بلکہ وہ افراد سے پوچھے گا کہ تم کیسے تھے۔ اگر کسی جگہ کا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری سُست ہوگا۔ اور ان کی سُستی کی وجہ سے جماعت کے لوگ تحریک میں حصہ لینے سے محروم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف نہیں کرے گا بلکہ وہ کہے گا کہ تم میں سے ہر شخص سیکرٹری اور پریذیڈنٹ تھا اور تمہارا فرض تھا کہ جب کوئی پریذیڈنٹ یا سیکرٹری سُستی میں مبتلا تھا تو تم خود اس کی جگہ کام کرتے ...... کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے بلکہ اُسے اُس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہیئے جب تک کہ اُس میں ساری جماعتیں حصہ نہ لے لیں۔"
(خطبہ جمعہ ۱۵/جنوری ۱۹۳۷ء)

درخواستِ دعا: لندن سے مکرمہ صفیہ بشیر صاحبہ تحریر کرتی ہیں کہ ان کے میاں مکرم بشیر الدین سامی صاحب مورخہ ۳۱ جولائی ۲۰۰۱ء کو وفات پا گئے ہیں۔ موصوف مکرم سردار مصباح الدین صاحب مرحوم (آف چنیوٹ) کے فرزند تھے۔ بڑے مخلص احمدی اور ادارہ ماہنامہ انصار اللہ سے تعاون کرنے والے تھے۔ قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند کرے اور ان کے اہل وعیال کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین (ادارہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم

منقول از نوٹ بک حضرت اقدسؑ

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن / یہ تو اک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار
اِک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دِن کے بعد / جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار
فاسقوں اور ظالموں پر وہ گھڑی دشوار ہے / جس سے قیمہ بن کے پھر قیمہ کا دیکھیں گے بگھار
خوب کھل جائے گا لوگوں پر کہ دیں کس کا ہے دیں / پاک کر دینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ہردوار
وحیِ حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ / لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
کچھ ہی ہو پَر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر / فوقِ عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روزِ شمار
یہ جو طاعوں ملک میں ہے اس کو کچھ نسبت نہیں / اس بلا سے وہ تو ہے اِک حشر کا نقش نگار
وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو / سُست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پی کر کوکنار
تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے / جس سے پڑ جائے گی اِک دم میں پہاڑوں میں بُغار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر / جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غمکدہ ہو جائیں گے عشرت کدے / شادیاں کرتے تھے جو بیٹھیں گے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصرِ بریں / پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر / جس قدر جانیں تلف ہوں گی نہیں اُن کا شمار
پَر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں / اُن کو جو جھکتے ہیں اُس درگاہ پہ ہو کر خاکسار

یہ خوشی کی بات ہے سب کام اس کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمرزگار

کب یہ ہو گا یہ خدا کو علم ہے پَر اس قدر
دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہوں گے ایّامِ بہار

''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی''
یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار

یاد کر فرقاں سے لفظ زُلْزِلَتْ زِلْزَالَهَا
ایک دن ہو گا وہی جو غیب سے پایا قرار

سخت ماتم کے وہ دن ہوں گے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دن ہوں گے نیکوں کے لئے شیریں ثمار

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذُوالعجائب سے پیار

انبیاء سے بغض بھی اے غافلو اچھا نہیں
دور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار

کیوں نہیں ڈرتے خدا سے کیسے دل اندھے ہوئے
بے خدا ہرگز نہیں بدقسمتو کوئی سہار

یہ نشانِ آخری ہے کام کر جائے مگر
ورنہ اب باقی نہیں ہے تم میں اُمیدِ سدھار

آسماں پر ان دنوں قہر خدا کا جوش ہے
کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہونہار

اس نشاں کے بعد ایماں قابلِ عزت نہیں
ایسا جامہ ہے کہ نَو پوشوں کا جیسے ہو اُتار

اس میں کیا خوبی کہ پڑ کر آگ میں پھر صاف ہوں
خوش نصیبی ہو اگر اب سے کرو دل کی سنوار

اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
کام وہ دکھلائے گا جیسے ہتھوڑے سے لہار

اُس گھڑی شیطاں بھی ہو گا سجدہ کرنے کو کھڑا
دل میں یہ رکھ کر کہ حکم سجدہ ہو پھر ایک بار

بے خدا اس وقت دنیا میں کوئی مامن نہیں
یا اگر ممکن ہو اب سے سوچ لو راہِ فرار

تم سے غائب ہے مگر میں دیکھتا ہوں وہ گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار

گر کرو توبہ تو اب بھی خیر ہے کچھ غم نہیں
تم تو خود بنتے ہو قہرِ ذُوالمِنَن کے خواستگار

وہ خدا حِلم و تفضّل میں نہیں رکھتا نظیر
کیوں پھرے جاتے ہو اُس کے حکم سے دیوانہ وار

میں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پَر نہیں اِن خشک دل لوگوں کو خوفِ کِردگار

یا الٰہی اک نشاں اپنے کرم سے پھر دکھا
گردنیں جھک جائیں جس سے اور مکذب ہوویں خوار

اِک کرشمہ سے دکھا اپنی وہ عظمت اَے قدیر
جس سے دیکھے تیرے چہرے کو ہر اک غفلت شعار

تیری طاقت سے جو منکر ہیں انہیں اب کچھ دکھا
پھر بدل دے گلشن و گلزار سے یہ دشتِ خار

زور سے جھٹکے اگر کھاوے زمیں کچھ غم نہیں
پَر کسی ڈھب سے تزلزل سے ہو ملت رُستگار

دین و تقویٰ گم ہوا جاتا ہے یا رب رحم کر
بے بسی سے ہم پڑے ہیں، کیا کریں، کیا اختیار

میرے آنسو اس غم دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویراں ہے اور دنیا کے عالی ہیں منار

دیں تو اک ناچیز ہے دنیا ہے جو کچھ چیز ہے
آنکھ میں ان کی جو رکھتے ہیں زر و عزّ و وقار

جس طرف دیکھیں وہیں اک دہریت کا جوش ہے
دیں سے ٹھٹھا اور نمازوں روزوں سے رکھتے ہیں عار

جاہ و دولت سے یہ زہریلی بلا پیدا ہوئی
موجبِ نخوت ہوئی رفعت کہ تھی اک زہرِ مار

ہے بلندی شان ایزد گر بشر ہووے بلند
فخر کی کچھ جا نہیں وہ ہے متاعِ مستعار

ایسے مغروروں کی کثرت نے کِیا دیں کو تباہ
ہے یہی غم میرے دل میں جس سے میں ہوں دلفگار

اے میرے پیارے مجھے اس سیلِ غم سے کر رہا
ورنہ ہو جائے گی جاں اِس درد سے تجھ پر نثار

(منقول از نوٹ بک حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔
مطبوعہ بار اول احمدیہ بک ایجنسی قادیان بعہدِ خلافتِ ثانیہ۔
وزیر ہند پریس امرتسر باہتمام بھائی بہادر سنگھ مینیجر۔
۴ ماہ اپریل ۱۹۱۷ء۔ در عدن حصہ دوم در مکنون)

رمضان المبارک کی اہمیت و عظمت

ایڈیٹر

رمضان کا مفہوم ہے ایسا موسم جس میں سختی کے اوقات اور ایام ہوں۔ روزوں کے مہینہ کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ ان ایام کی عبادات میں روحانی حرارت اپنی انتہا کو پہنچتی ہے۔ اور ایک مومن روزوں کی عبادت سے روحانی گدازش اور تزکیہ نفس حاصل کرتا ہے اور یہی چیز اس پاک بندے کے لئے تنویر قلب کا موجب بنتی ہے۔ جس سے کشفی قوتیں بڑھتی ہیں اور عبد اپنے معبود سے ہم کلامی کا شرف بھی پا لیتا ہے۔

ماہِ رمضان کے مقدس ایام ایک رنگ میں روحانی بہار ہے اس میں ہر مومن اپنے جسم کو مشقت میں ڈال کر اپنی روح کی فکر میں لگا ہوتا ہے۔ وہ کوئی لمحہ نہیں گزارتا مگر نیک خیالات اور صالح اعمال میں، اپنی سوچ اور فکر کا بھی احتساب کرتا ہے اور نقب لگانے والی منفی شیطانی تحریکات کو قریب پھٹکنے نہیں دیتا۔

رمضان کی اہمیت و عظمت کو خود قرآن کریم نے نہایت ہی جامع رنگ میں اجاگر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ......'' (سورۃ البقرہ)

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو واضح اور کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں رمضان کی عظمت کو بیان کر دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

> ''یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے''
>
> (البدر جلد ۱ نمبر ۷ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء)

رمضان المبارک میں جس عظیم الشان کتاب قرآن عظیم کے نزول کا آغاز ہوا وہ تمام اعلیٰ صفات کی جامع اور انسان کی تمدنی اخلاقی، معاشی، سیاسی اور روحانی راہنمائی کے لئے کامل کتاب ہے جب کہ پہلی مذہبی کتب اور دساتیر ناقص تھے۔ گویا بنی نوع انسان کے لئے قرآن کریم باعثِ رحمت و برکت اور حاملِ قرآن وجود حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس سے اس اہمیت و عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے جو رمضان المبارک کو حاصل ہے۔ زیر نظر موضوع تشنہ رہے گا اگر یہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... کا ایک تفسیری نوٹ درج نہ کیا جاوے آپ نے

آنحضرت ﷺ کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''رمضان کا مہینہ ان مقدس ایام کی یاد دلاتا ہے جن میں قرآن جیسی کامل کتاب کا دنیا میں نزول ہوا۔ وہ مبارک دن۔ وہ دنیا کی سعادت کی ابتداء کے دن۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکت کے دروازے کھولنے والے دن جب دنیا کی گھناؤنی شکل اس کے بدصورت چہرے اور اس کے اذیت پہنچانے والے اعمال سے تنگ آکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں جا کر اور دنیا سے مُنہ موڑ کر اور اپنے عزیز واقارب کو چھوڑ کر صرف اپنے خدا کی یاد میں مصروف رہا کرتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ دنیا سے اس طرح بھاگ کر وہ اپنے فرض کو ادا کریں گے جسے ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ انہی تنہائی کی گھڑیوں میں انہی جدائی کے اوقات میں اور انہی غور و فکر کی ساعات میں رمضان کا مہینہ آپ پر آگیا۔ اور جہاں تک معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے چوبیسویں رمضان کو وہ جو دنیا کو چھوڑ کر علیحدگی میں چلا گیا تھا اسے اس کے پیدا کرنے والے اس کی تربیت کرنے والے اس کو تعلیم دینے والے اور اس سے محبت کرنے والے خدا نے حکم دیا کہ جاؤ اور جا کر دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھاؤ۔ اور بتایا کہ تم مجھے تنہائی میں غارِ حرا میں ڈھونڈتے ہو مگر میں تمہیں مکّہ کی گلیوں اور ان کے شور و شغب میں ملوں گا۔ جاؤ اور اپنی قوم کو پیغام پہنچا دو کہ میں نے تم کو ادنیٰ حالت میں پیدا کر کے اور پھر ترقی دے کر اس لئے دنیا میں نہیں بھیجا کہ کھاؤ پیئو اور مر جاؤ اور کوئی سوال تم سے نہ کیا جاوے۔'' (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۹۱-۳۹۲)

یہ وہ رحمت و برکت ہے جو رمضان المبارک سے تعلق رکھتی ہے کہ اس نزول رحمت کا کیا سر تھا۔ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کا جو تعلق اس ماہ مبارک سے ہے اس سے بھی رمضان کا تقدس ظاہر ہوتا ہے اس حصہ آیت کے تین معنے ہیں۔

(۱) اس جگہ فی تعلیلیہ ہے اور آیت کے معنے یہ ہیں کہ رمضان کا مہینہ وہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم اتارا گیا ہے یعنی رمضان المبارک کے روزوں کی اس قدر اہمیت ہے کہ ان کے بارہ میں قرآن کریم میں خاص طور پر احکامات نازل کئے گئے ہیں جب کہ باقی ماہ و ایام کو یہ حیثیت حال نہیں۔ اب جس کی بابت قرآنی وحی نازل ہو اس کی کتنی عظمت ہے۔

(۲) دوسرے معنے یہ ہیں کہ رمضان ایسا مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ حدیثوں سے بھی ثابت ہے کہ قرآن کریم کا نزول رمضان کے مہینہ میں شروع ہوا۔ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ زرقانیؒ کا یہی نقطہ نظر ہے۔

(۳) تیسرے معنے یہ ہیں کہ رمضان میں پورا قرآن اتارا گیا۔ حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے جسے علامہ زرقانیؒ نے درج کیا ہے کہ ''جبریل ہر سال رمضان کے مہینہ میں تمام قرآن کریم کا میرے ساتھ ایک دفعہ دَور کیا کرتے تھے مگر اس سال دَو دفعہ دور کیا ہے'' (زرقانی شرح مواہب اللُّدنیہ جلد ۸)

قرآن کریم نے جہاں عظمتِ رمضان کو نہایت جامع الفاظ میں بیان فرمایا ہے وہاں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بڑی وضاحت اور جامعیت کے ساتھ اس کی برکات کو بھی بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے

ہیں۔ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سَو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا اور روزہ آگ سے بچانے کے لئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مُشک سے بھی زیادہ محبوب ہے۔‘‘ (ترمذی ابواب الصوم) بخاری و مسلم اور ترمذی میں رمضان المبارک اور روزہ کی عظمت واہمیت کا ذکر پایا جاتا ہے چنانچہ ایک حدیث ہے کہ ’’اس ماہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔‘‘ ایک اور حدیث میں شیطانی تحریکات کے رک جانے کا ذکر ہے کہ ’’شیطان زنجیروں میں باندھ دیئے جاتے ہیں یا بند کر دیئے جاتے ہیں‘‘

یہ ایک حقیقت ہے کہ ماہ مبارک میں نیکیوں کی کثرت، نماز باجماعت، روزے، نوافل، تہجد، صدقات، تسبیح وتحمید، درود شریف اور دعاؤں کا جو موقع میسر آتا ہے اور لغویات اور گناہوں سے اجتناب کی جو توفیق ملتی ہے اس سے مومن کے لئے واقعی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اس دنیا میں بھی اور حیات آخرت میں بھی اور جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس ماہ کا کوئی لمحہ بھی رحمت و برکت سے خالی نہیں۔ فرمایا کہ ’’اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ‘‘ یعنی اس کا پہلا عشرہ رحمت کا پیغام لے کر آتا ہے اور درمیانی عشرہ گناہوں سے بخشش کا موجب ہے جب کہ آخری عشرہ پورے طور پر (گناہوں کی) آگ سے آزادی کا موجب ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو ایک یہ بھی خوشخبری دی کہ ’’جو رمضان کے مہینہ میں صاحب ایمان ہوتے ہوئے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے روزے رکھے گا اس کے سب گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ گویا ایسے شخص کے لئے رمضان المبارک رحمت کا پیغام لے کر آتا ہے‘‘ پس کیا ہی مبارک ہیں وہ جو اس رحمت و برکت کے مہینہ میں لقائے الٰہی کا لطف اٹھاتے ہیں اور یہ ایام بہار اُن کے لئے ایک نئی اور ہمیشہ کی زندگی کا موجب بنتے ہیں۔

مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام (بیت) فضل لندن کا ایڈیٹر کے نام مکتوب

ماہنامہ انصار اللہ کی خصوصی اشاعت (ستمبر ۲۰۰۱ء) کے بارہ میں مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’ماہنامہ انصار اللہ باقاعدگی سے ملتا ہے اور ہر شمارہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت قیمتی اور مفید مضامین ہوتے ہیں۔ اس بار چند روز قبل ستمبر ۲۰۰۱ء کا شمارہ ملا جو ڈاکٹر ڈوئی سے تعلق رکھنے والے عظیم الشان نشان کے حوالہ سے ایک خصوصی اشاعت تھی۔ ماشاء اللہ یہ شمارہ بہت ہی شاندار تاریخی دستاویز ہے۔ اس موضوع پر علمی مواد بہت احسن رنگ میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ نہ صرف اس کا مطالعہ علمی اور روحانی ترقی کے لئے مفید ہے بلکہ آئندہ کے لئے بھی یہ اس موضوع پر ایک جامع ماخذ کا کام دے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے رفقائے کار کو اس عظیم خدمت کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ میری طرف سے دلی مبارکباد پیش ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (عطاء المجیب راشد)‘‘

ضروری تصحیح: ماہنامہ انصار اللہ کے شمارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے فارسی منظوم کلام میں شعر نمبر ۴ مصرعہ اول میں ’’بدگمانی ہا‘‘ درست لفظ ہے۔ نیز شمارہ اکتوبر کے صفحہ نمبر ۳۰-۳۱ پر Fixation کا لفظ ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب سیالکوٹی ......

سلسلہ احمدیہ کے ایک صاحب کشف ورؤیا بزرگ

تحریر: مکرم احمد طاہر مرزا بدوملہوی

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب کی وفات پر ایک تعزیتی مکتوب میں فرماتے ہیں:-

''سیّد خصیلت علی شاہ صاحب کو جس قدر خدا تعالیٰ نے اخلاص بخشا تھا انہوں نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کی تھی اور جیسے انہوں نے اپنی سعادت مندی اور نیک چلنی اور صدق اور محبت کا عمدہ نمونہ دکھایا تھا یہ باتیں عمر بھر بھولنے کی نہیں۔ ہمیں کیا خبر تھی کہ اب دوسرے سال پر ملاقات نہیں ہوگی۔''

حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب ...... کا خاندان: حضرت سیّد خصیلت علی شاہ صاحب ...... سیالکوٹی کا تعلق علاقہ پسرور کے خاندان سادات سے تھا۔ شاہان مغلیہ میں آپ کے خاندان کا ذکر موجود ہے۔ مغلیہ دربار میں اس خاندان کو رسائی حاصل تھی اس خاندان کی وجاہت سے ان کے بزرگ مختلف عنایات خسروانہ کے موردرہے ہیں۔

حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب خوارزمی سید کہلاتے تھے۔ آپ کا وطن اور سکونت موضع مالو مہے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ہے۔ آپ کے والد سید ہدایت شاہ صاحب ایک پارسا مرد خدا تھے اور سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق تھا۔ آپ بذات خود ایک پیر طریقت تھے۔ مضافات پسرور میں دور دور تک ان کی بزرگی اور پارسائی کی شہرت تھی اور لوگ ان سے فیضیاب ہوتے تھے۔ آپ کے تین بھائی سید محمد علی شاہ صاحب اور سید احمد علی شاہ صاحب اور سید امیر علی شاہ صاحب تھے۔

ولادت: آپ کی ولادت ۱۸۵۶ء کی ہے۔ ۱۸۷۷ء میں حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب اور مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی کے خاندان سادات میں آپ کی شادی ہوئی۔

۱۸۷۸ء میں آپ محکمہ پولیس میں ملازم ہوئے اور اپنی خدا داد ہمت اور لیاقت مندی سے جلد کامیاب ہوکر مستقل ملازمت پر پہنچ گئے اور بیس سال ملازمت کی۔ آپ ترقی کر کے انسپکٹر کے عہدہ تک پہنچے اور وفات تک اس عہدے پر رہے۔

زیارت حضور ﷺ: حضرت شاہ صاحب مرحوم آنحضرت ﷺ کی زیارت کے بارہ میں اپنے رؤیا وکشوف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''۱۸/اپریل ۱۸۹۳ء آج نماز تہجد پڑھ کر درود شریف پڑھ رہا تھا کہ بے ہوشی سی ہوکر نیند آ گئی۔ کیا

دیکھتا ہوں کہ عصر کا وقت ہے اور گرمی کا موسم ایک وسیع میدان سبزہ زار اندازہ نظر تک سبزی لہلہا رہی ہے۔ گوشہ جنوب مغرب پر ایک پہاڑی شہر بفاصلہ پاؤ میل آباد نظر آیا نہایت خوشنما اور وجیہ شہر ہے لوگوں کی آواز کا شور سنائی دیتا ہے۔ آبادی سے دھواں نکلتا ہے گنجان سبز درخت ہیں جن میں شہر کی آبادی ہے۔ میدان میں دریوں کا فرش بہت لمبا چوڑا ہے جہاں تک نظر کام کرتی ہے فرش ہی فرش نظر آتا ہے کسی جگہ بنچ کسی جگہ میز کہیں دو کہیں تین کرسیاں رکھی ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شاہی کارخانہ ہے یا کسی بڑے ذی اقتدار باحشمت حاکم کی آمد ہے مگر آدمی وہاں کوئی موجود نہیں۔ یہ عاجز دریوں کے فرش پر کھڑا ہوا تعجب سے چاروں طرف دیکھ رہا ہے کہ یکا یک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ایک عجیب سفید باریک پوشاک زیب تن کی ہوئی تنہا مغرب کی طرف سے فرش پر ماہتاب کی طرح جلوہ افروز ہوئے۔ اور اس عاجز کی طرف تشریف لا کر اسی فرش کے اوپر کہ جہاں ایک عمدہ خوش رنگ تازہ قالین بچھا تھا نشست فرمائی۔ خاکسار قالین سے بگوشہ شمال ومشرق دری پر نہایت ادب سے حضرت پاک کے مبارک قدموں کی طرف نظر رکھ کر بیٹھ گیا۔ حضور نے بڑی شفقت اور مہربانی سے اور بہت ہی محبت سے اس عاجز کو فرمایا کہ کیوں جی تمہارے سینہ میں بہت شوق ہے اس عاجز نے شرم سے سر جھکایا ہوا تھا کچھ عرض نہیں کیا پھر حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ کیا تمہارے سینہ میں شوق کھٹکھٹاتا ہے۔ یہ ارشاد فرماتے وقت حضور مقدس کی انگشت شہادت میرے سینہ کی طرف تھی اور فاصلہ اسی قدر تھا کہ دست مبارک پہنچ سکے۔ اتنے میں چوکیدار نے جگا دیا۔ الحمد للہ رب العالمین......

خدا کی ذات واحد کا نشان پایا محمدؐ سے — تیری شفقت سے یا مولیٰ پتہ پایا محمدؐ سے

صاحب کشوف و کرامات بزرگ: آپ کا خاندان صدیوں سے بطور صوفی خاندان مشہور تھا۔ آپ کو بارہا بزرگان صوفیا و مشائخ کی زیارت نصیب ہوئی اور بارہا حضور ﷺ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ نے اپنے کشوف و کرامات اپنی بیاض میں رقم فرمائے جن میں سے بعض کا ذکر حضرت میر حامد شاہ صاحب نے ''واقعہ ناگزیر'' میں کیا ہے۔

آپ کی بیعت: حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب بیان کرتے ہیں:

''کیفیت از شروع یوم بیعت یعنی ۲۹ ر ذیقعد ۱۳۰۸ھ مقدس مطابق ۷ جولائی ۱۸۹۱ء بمقام امرتسر حویلی سندھی خاں کوتوالی'' آج بشمول برادر عزیز امیر علی شاہ (برادر اصغر) بتقریب رخصت سہ ماہ بمراد دریافت حال حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) سیالکوٹ سے بسواری ریل...... بمقام شہر امرتسر پہنچے اور اس حویلی میں...... جہاں حضرت قیام فرما تھے فروکش ہوئے ۱۰ بجے دن کے جناب ممدوح (حضرت بانی سلسلہ) بالا خانہ سے تشریف لا کر دیوان خانہ میں رونق افروز ہوئے کثیر نظارگیان امرتسر و دیگر احباب کے حلقہ میں

تقریر واعظانہ شروع فرمائی - مجھ کو اس وقت نیند نے غلبہ کیا - بہر چند ہوشیار رہا مگر بار بار نیند غلبہ کرتی تھی - حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے اٹھا اور منہ پر پانی ڈالا پھر حضرت کے قریب جا کر بیٹھا - بیٹھتے ہی پھر نیند نے مغلوب کیا اور سر زانو کی طرف جھکا - کیا دیکھتا ہوں کہ گرمی کا موسم ہے - ۱۱ بجے دن کا وقت ہے ایک باغ میں داخل ہوا - اندر ایک حوض نمودار ہوا - مگر خشک - پانی اس میں نہ تھا - کنارہ حوض سے گزرتا ہوا جنوب کی طرف چلا دیواروں کی طرف بالائی میں الماریاں اور طاق بنے ہوئے دیکھے - عمدہ گھاس ہے - کچھ کتابیں بھی موجود ہیں حضرت والد بزرگوار پیر طریقہ نقشبندی وہاں کھڑے ہیں مجھ کو فرمایا کہ یہ گھاس اور کتابیں اب طاق میں رکھ دو - چنانچہ بہ تعمیل ارشاد میں نے ان کو طاق میں رکھ دیا - فوراً سر کو جھٹکا لگتے ہی آنکھ کھل گئی اور معاً یہ تفہیم ہوئی کہ تم پہلا علم اور حاصل مال بالائے طاق رکھو - چونکہ والد مرحوم میرے پیر طریقت تھے اس وقت حسب ایماء آنجناب حضرت مسیح الزمان سے شرف...... بیعت ہوا - اس کے بعد بالکل نیند نہ آئی '' (۲)

صداقت حضرت بانی سلسلہ کی بابت ایک رؤیا: یہ رؤیا حضرت شاہ صاحب مرحوم کی بیعت کے چند ایام بعد کا ہے - حضرت شاہ صاحب مرحوم بیان کرتے ہیں:

'' گرمی کا موسم ہے - طلوع آفتاب کا وقت (ہے میں) ایک شورہ زار جنگل میں ہوں - زمین کا شور اٹھا ہوا نظر آتا ہے - کوئی درخت کا سبزہ نہیں - ایک عالی شان پختہ مکان اس جنگل میں تیار ہے جس کا دروازہ مشرق کی طرف ہے بلند اور خوبصورت دروازہ کے سامنے گھاس سبز کے دو قطعہ نہایت خوشنما ہیں زمین خوب سیراب ہے...... ایک عجیب پُر کیفیت اور دلفریب سماں ہے کوئی کنواں یا نہر وہاں نہیں...... اردگرد کی زمین بالکل خشک ہے بارش کا نام و نشان نہیں - تعجب میں کھڑا ہوں اتنے میں ایک ضعیف العمر بزرگ نمودار ہوئے - ان سے اس دلفریب سرسبز قطعہ اراضی کا حال پوچھتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ باقی زمین خشک مگر یہ قطعہ تر ہے - انہوں نے جواب دیا کہ تم نہیں جانتے یہ کیا ہے - یہ کھیت ہے جس کی بابت مرزا صاحب اور محمد حسین بٹالوی کا تنازعہ ہے دراصل محمد حسین جھوٹا جھگڑتا ہے اصل میں یہ کھیت ملکیت مرزا صاحب کا ہے '' (۳)

اس رؤیا کی تشریح میں حضرت شاہ صاحب بیان کرتے ہیں:

'' چونکہ یہ رؤیا ایسے وقت میں دکھایا گیا کہ مسیح موعود کے لفظ کی نسبت بہت شور پڑا ہوا تھا اس امداد غیبی نے حضرت مسیح موعود (اللہ کی رحمت ہو آپ پر) پر میرے ایمان کو محکم کر دیا اور محمد حسین سے نفرت ہوئی بعدہ' اس کے ذلیل ہونے سے بالکل صداقت (ظاہر - ناقل) ہوگئی - الحمد للہ رب العالمین - '' (۴)

وصال کی بابت کشف والہام: حضرت سید نصیلت علی شاہ صاحب نے وصال سے کچھ عرصہ قبل ایک کشف دیکھا

جو آپ کی وفات پر دلالت کرتا تھا۔ آپ کی ''یادداشت'' میں یہ خواب ہے۔ خواب درج کرنے کے بعد حضرت میر حامد شاہ صاحب نے اس کی جو خوبصورت تاویل فرمائی ہے وہ پیش کی جارہی ہے:۔ آپ کا یہ رؤیا ۱۱ فروری ۱۸۹۸ء کا ہے۔

''آج نماز تہجد پڑھ کر درود شریف پڑھتے ہوئے چارپائی پر لیٹ گیا گھر والوں کو کہہ دیا کہ صبح ہووے تو جگا دینا خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود نے وظیفہ استغفر الله ربی من کل ذنب واتوب علیه فرمایا ہوا ہے چنانچہ خلوص دل سے پڑھنا شروع کر دیا پھر یہ خیال آیا کہ حضرت جی کا یہ بھی حکم ہے کہ لاحول ولاقوة الابالله العلی العظیم کا تکرار کیا جائے پھر اس کو پڑھنے لگا مگر کچھ لذت پیدا نہ ہوئی پھر استغفار کی طرف رجوع کیا اور خوب لذت پیدا ہوئی اسی لذت میں سو گیا اور خوب سو گیا دیکھتا ہوں کہ قران شریف کھول کر اس عاجز کو صفحہ راست پر یہ فقرہ لکھا ہوا دکھایا گیا یمددن علیك قرآن شریف معاً لپیٹا گیا اور پھر یہی کلمہ زبان پر جاری ہوا۔ اہلیہ خورد نے پاؤں دبایا کہ نماز صبح کا وقت ہے اٹھا تو برابر یہ کلمہ زبان پر تھا۔ وضو کی حالت میں بھی برابر جاری رہا۔ نماز پڑھنا مشکل ہو گیا اسی وقت کاغذ پر لکھ لیا تو زبان کو صبر آیا اور نماز بھی پڑھی گئی۔''

مرحوم کی یادداشت میں یہ آخری خواب درج ہے زاں بعد کوئی خواب نہیں آیا یا درج نہیں کیا اس آخری خواب میں سید صاحب مرحوم کو کلمہ یمددن علیك القاء ہونے سے اپنی رحلت کا (معلوم ہوتا ہے) یقین ہو چکا تھا اس راقم عاجز سے بھی اس رویا کا آپ نے ذکر کیا کلمہ یمددن علیك آپ کو بہت حیرانی میں ڈالتا تھا اس عرصہ میں آپ کی حالت میں تبدیلی ہوگئی اکثر رویا کرتے تھے اس وقت اس کلمہ کا کچھ سِرّ معلوم نہ ہوا آج یہ راقم عاجز جب اس آخری رویا کو ان کی کتاب یادداشت سے نقل کر رہا تھا تو معاً اس کلمہ کی ترتیب ابجدی کا خیال پیدا ہوا اعداد کو لکھ کر جمع کیا تو میزان ۲۳۸ تھے۔ پھر اس عرصہ کی تعداد جمع کی جو ۱۱ر جنوری ۱۸۹۸ء سے اخیر اس دن تک کہ سید صاحب مرحوم کا دم رخصت ہوا وہ ماہ ستمبر کا پانچواں دن تھا۔ ۱۱ر بجے شب تو پورے ۲۳۸ دن ہوئے چنانچہ شمار کر کے اس مساوات کو درج کیا جاتا ہے۔

ی (۱۰) م (۴۰) د (۴) د (۴) ن (۵۰) ع (۷۰) ل (۳۰) ی (۱۰) ک (۲۰) میزان = ۲۳۸

جنوری (۲۱) فروری (۲۸) مارچ (۳۱) اپریل (۳۰) مئی (۳۱) جون (۳۰) جولائی (۳۱) اگست (۳۱) ستمبر (۵) میزان = ۲۳۸

اس کلمہ یمددن علیك میں ایک اندرونی رنج کی طرف اشارہ ہے جو...... سید صاحب مرحوم کو لاحق ہو گیا۔ مرض ذیابطیس کا عارضہ تو تھا ہی مگر آپ اپنی جسمانی طاقت کے سبب سے ابتداء میں اس مرض کی چنداں پرواہ نہیں کرتے تھے اپنی آسائش کی غرض سے آپ نے نکاح ثانی کر لیا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد آپ کو معلوم ہو گیا کہ آسائش مطلوبہ حاصل نہیں مزید براں فریق ثانی کی طرف سے مزاج شناسی میں غفلت ہوئی

زبردست رنج اور کلفت محسوس ہونے لگی۔ آدمی تھے صابر اور شاکر اندر ہی اندر جان گھٹتی گئی اور کچھ بدن کا انتزال بھی بڑھتا گیا۔ عوارضات زیادہ ہوتے گئے اور یوں بھی طبع کا میلان اسی مولائے حقیقی کی طرف تھا۔ نہ حکایت نہ شکایت خود بھی جو سمجھا سمجھایہاں تک ادھر یمددن علیك کی گنتی پوری ہوئی اور ادھر آپ رضا بقضا راہ گرائے عالم جاودانی ہوکر دفعتہ سب سے قطع تعلق کر گئے۔" (۵)

آپ کی وفات: آپ کی وفات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ۵ ستمبر ۱۸۹۸ء میں ہوئی۔ اس صوفی منش بزرگ شخصیت کی بیالس سالہ حیات طیبہ میں بیسیوں نشانات ظاہر ہوئے۔ بارہا کشوف و کرامات سے فیضیاب ہوئے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عالم رؤیا میں کئی مرتبہ زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ کے اخلاق فاضلہ مشہور تھے۔ مختصر سی حیات طیبہ میں کئی لوگوں کے مسائل حل کئے۔ آپ کا جنازہ حضرت بانی سلسلہ نے پڑھایا اور کئی دوسرے مقامات پر غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کے خاندان کے نام تعزیت کے لئے بیسیوں مقامات ہند سے تعزیت نامے آئے۔ آپ کے جنازہ میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے لائق، صادق، فدائی اور مخلص دوست تھے آپ کے حالات زندگی کا مطالعہ کر کے احساس ہوتا ہے کہ درحقیقت یہی وہ لوگ تھے جنھیں حضرت مسیح پاک نے اپنی قوت قدسی سے مطہر و پاک کر کے ان کی طبائع میں غیر معمولی فدائیت اور فنائیت کا انقلاب پیدا فرما دیا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ایسے مخلصین کی تعداد ہزاروں بلکہ لاکھوں میں ہے جن کی طبائع میں آپ نے انفاخ قدسیہ سے انقلاب پیدا فرما دیئے اور وہ کلیۃً خدا تعالیٰ کے ہو گئے۔

حضرت میر حامد شاہ صاحب فرماتے ہیں:

"مرحوم کے متعلقین کا ایک بڑا کنبہ باقی رہ گیا جن کی پرورش خبر گیری کا ذمہ وار اللہ تعالیٰ نے انہی کی جان کو بنایا ہوا تھا۔ دور کا رشتہ دار بھی کبھی گیا ہے تو خالی نہیں آیا ہر ایک کے ساتھ سلوک اور ہر ایک کی جائے امید...... گھر کی حالت گو کیسی ہو حاجتمند آ گیا ہے تو دریغ نہیں حوصلہ ایسا فراخ کہ کسی کو تنگدست دیکھا نہیں اور دل بھر آیا نہیں۔ ان کی فقیرانہ زندگی کا ثبوت یہ ہے کہ جب گھر کے آدمی روانہ ہوئے ہیں تو ۱۰ آنے کے سوا کچھ برآمد نہیں ہوا ۲۶ روپیہ قرض لے کر کار براری ہوئی۔ ان پر تو یہ مصرعہ صادق آتا ہے۔

گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو

عمر آپ کی قریباً ۴۲ سال کی تھی (۶)

حضرت شاہ صاحب اپنے آقا کی نظر میں: سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت حکیم سید حسام الدین صاحب کے نام اپنے تعزیتی خط میں حضرت سید فضیلت علی شاہ صاحب کی بابت فرماتے ہیں:

"محبی مکرمی اخویم حکیم سید حسام الدین صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اس وقت یک دفعہ دردناک مصیبت واقعہ وفات اخویم سید خصیلت علی شاہ صاحب مرحوم کی خبر سن کر وہ صدمہ دل پر ہے جو تحریر اور تقریر سے باہر ہے طبیعت اس غم سے بے قرار ہوئی جاتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون سید خصیلت علی شاہ صاحب کو جس قدر خدا تعالیٰ نے اخلاص بخشا تھا اور جس قدر انہوں نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کی تھی اور جیسے انہوں نے اپنی سعادت مندی اور نیک چلنی اور صدق اور محبت کا عمدہ نمونہ دکھایا تھا یہ باتیں عمر بھر کبھی بھولنے کی نہیں ہمیں کیا خبر تھی کہ اب دوسرے سال پر ملاقات نہیں ہوگی۔ دنیا کی اسی ناپائیداری کو دیکھ کر کئی بادشاہ بھی اپنے تختوں سے الگ ہوگئے آپ کے دل پر بھی جس قدر ہجوم غم کا ہوگا اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے اس ناگہانی واقعہ کا غم درحقیقت ایک جانکاہ امر ہے لیکن چونکہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے اس لئے ایسی بھاری مصیبت پر جس قدر صبر کیا جائے اسی قدر امید ثواب ہے لہٰذا امید رکھتا ہوں کہ آپ مرضیٔ مولا پر راضی ہوکر صبر فرماویں گے اور مردانہ ہمت اور استقامت سے متعلقین کو تسلی دیں گے۔ میں نے ایک جگہ دیکھا ہے کہ بعض خدا کے بندے جب دنیا سے انقطاع کر کے خدا تعالیٰ سے ملیں گے تو ان کے نامہ اعمال میں مصیبتوں کے وقت میں صبر کرنا بھی ایک بڑا عمل پایا جائے گا تو اسی عمل کے لئے بخشے جائیں گے‘‘ (۷)

جماعت تو ایک کنبہ کی طرح ہے: سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے حضرت مولوی غلام علی صاحب رہتاسی کی بیماری کے تار موصول ہونے پر فرمایا:

’’ہماری جماعت جو اب ایک لاکھ تک پہنچی ہے سب آپس میں بھائی ہیں اسی لئے اتنے بڑے کنبہ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی نہ کوئی دردناک آواز نہ آتی ہو۔ جو گزر گئے وہ بھی بڑے ہی مخلص تھے۔ جیسے ڈاکٹر بوڑے خاں، سید خصیلت علی شاہ، ایوب بیگ، منشی جلال الدین خدا ان سب پر رحم کرے۔‘‘ (۸)

آپ کا ایک مکتوب حضرت بانی سلسلہؑ کے نام:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت! جناب مولانا و امامنا مسیح الزمان حضرت دستگیر دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

تسلیم۔ نیاز فرزندانہ کے بعد عرض ہے کہ تھانہ کھاریاں میں آنے میں حکمت اور نعمت خداوندی ہے کہ اس عاجز کو حضور کی دعا سے بامعنے قرآن شریف پڑھنے کا موقعہ ملا۔ آٹھواں پارہ شروع ہے۔ اپنی سمجھ کے متعلق اس آیت شریف نے اس عاجز کے ایمان کو ایک ایسا پشتہ لگا دیا کہ مضبوطی کمال تک پہنچ گئی اور وہ یہ ہے

(باقی صفحہ ۴۰ پر)

بدھ مت اور اس کے بانی -- مختصر تعارف

از: مکرم محمد احمد فہیم صاحب

گذشتہ ایک شمارہ میں ایران کے قدیمی زرتشتی مذہب کا تعارف کروایا گیا تھا - اب اس شمارہ میں بدھ مت کا تعارف کروایا جا رہا ہے - اس مذہب کی ابتدا تو ہندوستان میں ہوئی مگر اس کے پیروکار چین، جاپان، کوریا اور جزائر بحر الکاہل میں پائے جاتے ہیں - اس کا آغاز مسیحیت سے بہت پہلے کا ہے اور اسے ہندوستان میں عروج حاصل ہوا -

گوتم بدھؒ قدیمی دور کے ریفارمر تھے جو نیپال میں پیدا ہوئے اور خدائی پیغام کے داعی بنے اور بدھ مت کے بانی کہلائے - یہ مذہب چھٹی صدی قبل مسیح کو وجود میں آیا - اور کئی صدیوں تک مشرقِ بعید میں پوری قوت سے پھیلا اگرچہ بعد ازاں بہت سے بدھ مت کے پیروؤں نے عیسائیت اور پھر اسلام قبول کر لیا تاہم آج بھی یہ دنیا کی آبادی کا گیارہ فیصد ہیں - زیرِ نظر مضمون میں گوتم بدھؒ کے حالات زندگی اور بدھ مت کے بنیادی عقائد اور تعارف دیا جا رہا ہے -

بدھؒ کی پیدائش و مختصر حالات: گوتم بدھؒ سن ۵۶۳ ق م کو بنارس سے ۱۰۰ میل دور جنوبی نیپال میں ہمالیہ کے دامن میں ''کپل وستو'' کے نزدیک لمبینی (Lambini) میں پیدا ہوئے - ان کے والد کا نام سدھونا تھا جو ساکیہ (Sakya) قوم کی ایک چھوٹی راج دھانی کے راجہ تھے - آپ کا ذاتی نام سدارتھ اور خاندانی نام گوتم تھا - بدھ کا نام ان کے علم و عرفان کی وجہ سے دیا گیا - سنسکرت میں بدھ کے معنی عارف اور نور کے ہیں - یعنی ایسا آدمی جسے معرفت الٰہی حاصل ہوگئی ہو اور دنیا کی تاریکی سے باہر نکل آیا ہو -

بدھ مت روایات کے مطابق گوتم بدھؒ کی پیدائش کے وقت آسمان مختلف نشانات سے منور ہو گیا بعض جگہ زلزلے ظاہر ہوئے - بعض باغوں میں بغیر موسم کے پھول اور پھل لگے - آسمانی نغمے سنے گئے - بدھؒ کی والدہ ''میا'' ان کی پیدائش کے ساتویں دن وفات پا گئیں - بچے کی حفاظت اور پرورش کا فریضہ اس کی خالہ نے لے لیا - جو سِدھونا کی دوسری بیوی تھی - گوتم کے والد کو سادھو نے بتایا تھا کہ اگر یہ لڑکا گھر سے باہر نہ نکلے تو ایک بڑا بادشاہ بنے گا - ورنہ اِسے جنگلوں کی خاک چھاننا ہوگی اور عظیم روحانی راہنما ہوگا - اس پیشگوئی کے مطابق راجہ نے ایک بڑے محل میں ان کے لئے آسائش اور عیش و آرام کے سامان بہم پہنچائے - سولہ حال کی عمر میں ایک قریبی ریاست کے راجہ کی بیٹی یشودھرا سے ان کی شادی کر دی گئی تاکہ ازدواجی زنجیر اسے ترکِ دُنیا پر مائل نہ کرے - لیکن بدھ روایات کے مطابق گوتم بدھؒ کو چار نظارے ہوئے جنہوں نے ان کی طبیعت کو بدل کر رکھ دیا - چار مرتبہ جب وہ اپنے محل سے باہر نکلے تو وہ ایک بوڑھے آدمی سے ملے اور محسوس کیا کہ وہ خود بھی ضعیفی اور مجبوری کا شکار ہو سکتا ہے اور ایک بیمار کو دیکھا تو محسوس کیا کہ وہ خود بھی بیمار ہو سکتا ہے - ایک مُردے کو دیکھا تو محسوس کیا کہ ایک دن اس کا بھی یہی حشر ہوگا لیکن اس کے برخلاف اس نے ایک تارک الدنیا فقیر کو دیکھا جس کے چہرے سے اطمینان اور مسرت کی شعائیں پھوٹ رہی تھیں - گوتم بدھ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ بڑھاپے بیماری اور موت سے اس سادھو

کے نقشِ قدم پر چل کر رہائی حاصل کرے گا۔

عرفان کا حصول: چنانچہ ۲۹ سال کی عمر میں بدھؒ نے جنگل کی راہ لی اور ایک برہمو استاد کی شاگردی حاصل کرلی لیکن شانتی حاصل نہ ہوئی۔ اُرویلا گاؤں میں اسے پانچ برہمن ملے گوتم ان میں شامل ہو گئے اور اپنے جسم کو مسلسل روزوں کی ریاضت سے اس قدر کمزور کرلیا کہ چھاتی کی ہڈیاں اُبھر آئیں۔ چھ برس اسی طرح مجاہدہ میں گزارے لیکن سکون میسر نہ آیا۔ پانچ ساتھی بھی ساتھ چھوڑ گئے۔ اس گیان کے نتیجہ میں وہ اس نظریہ کو پہنچے کہ انسانی زندگی نجات کے راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ یعنی غلط چیزوں کی خواہش کو دور نہ کرنا اور خواہشات کا غلام نہ بننا ہے۔ اور اگر خواہش سے نجات حاصل ہو جائے تو اسے ایک دائمی سکون مل جائے گا۔ جسے نروان کہتے ہیں۔ گوتم اپنے نئے روحانی تجربے میں خواہشات سے آزاد ہو گئے اور عرفان کی کیفیت کو پالیا چنانچہ گوتم کو بدھی نروان یا عرفان میسر آ گیا۔ اسی بناء پر آئندہ گوتم کو گوتم بدھ کہا جانے لگا۔ نروان کی اسی کیفیت کو گوتم نے دوسروں تک پہنچانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ مہاتما بدھ تبلیغ کے لئے نکلے اور انہیں وہی پانچ سادھو ملے جو انہیں چھوڑ گئے تھے اب وہ آپ سے مل کر بہت خوش ہوئے اور بڑے عقیدت مند بن گئے اور اس طرح بدھ مت کا آغاز ہوا جسے بدھ سنگ کہا جاتا ہے اس کے بعد بہت سے لوگ اس تنظیم میں شامل ہوتے چلے گئے۔ شروع میں بدھؒ کا یہ معمول تھا کہ خشک موسم میں ۹ مہینے وہ اور ان کے ساتھی دھرم کی تبلیغ میں گزاریں اور برسات کے تین مہینے ایک جگہ جمع ہو کر تزکیہ نفس، باہمی خدمت اور تعلیم و تربیت میں بسر کریں۔ آپ کی تبلیغ سے آپ کے اہل خانہ و دوسرے عزیز و اقارب بھی ساتھ شامل ہو گئے اور آہستہ آہستہ دیگر لوگ بھی بکثرت آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے چلے گئے۔

آپ کی وفات ۸۰ سال کی عمر میں بنارس کے قریب ایک گاؤں کسی نارا (Kusinara) میں ہوئی۔ روایات کے مطابق آپ کی لاش کو جلا دیا گیا اور ان کی ہڈیوں کو دس مختلف مقامات پر دفن کر دیا گیا اور وہاں بڑے بڑے گنبد بنا دیئے گئے جنہیں سٹوپا (Stupa) کہا جاتا ہے۔

بدھ مت کی تعلیمات۔ توحید: گوتم بدھؒ خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے اور اسی بات کی تعلیم لوگوں کو دیتے تھے حضرت مسیح موعودؑ بدھؒ کے توحید پر ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یہ الزام جو بدھ خدا کا منکر ہے یہ محض افتراء ہے۔ بلکہ بدھ ویدانت کا منکر ہے۔ اور ان جسمانی خداؤں کا منکر ہے جو ہندو مذہب میں بنائے گئے تھے۔'' (''مسیح ہندوستان میں'' صفحہ ۹۱ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵)

عقیدہ تناسخ: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

''بدھؒ تناسخ کا قائل ہے۔ بدھ مذہب کے نزدیک تناسخ تین قسم کا ہے۔

۱۔ اول یہ کہ ایک مرنے والے شخص کی عقدِ ہمت اعمال کا نتیجہ تقاضا کرتا ہے کہ ایک اور جسم پیدا ہو۔

۲- دوسری وہ قسم ہے جس کو تبت والوں نے اپنے لاموں میں مانا ہے یعنی یہ کہ کسی بدھ یا بدھ ستوا کی روح کا کوئی حصہ موجودہ لاموں میں حلول کر آتا ہے یعنی اس کی قوت اور طبیعت اور روحانی خاصیت موجودہ لامہ میں آجاتی ہے اور اس کی روح اس میں اثر کرنے لگتی ہے۔

۳- تیسری قسم تناسخ کی یہ ہے کہ اسی زندگی میں طرح طرح کی پیدائشوں میں انسان گزرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ درحقیقت اپنے ذاتی خواص کے لحاظ سے انسان بن جاتا ہے...... اور ایک ہستی پر موت آتی ہے اور دوسری ہستی پہلی ہستی کے اعمال کے موافق پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ سب تغیرات اسی زندگی میں ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ عقیدہ بھی انجیل کی تعلیم کے مخالف نہیں ہے۔'' (''مسیح ہندوستان میں'' صفحہ ۹۰-۹۱ روحانی خزائن جلد ۱۵)

گوتم بدھ نے اپنی تعلیمات میں آٹھ باتوں کے صحیح ہونے کی تاکید کی تھی۔ (۱) علم (۲) ارادہ (۳) کلام (۴) عمل (۵) سلوک (۶) جدوجہد (۷) یادداشت (۸) غوروفکر۔ ان امور کو مدنظر رکھنے والے کے سامنے یہ مطالبات بھی کئے جاتے ہیں کہ شہری زندگی کو خیر باد کہہ دیا جائے۔ گھر، خاندان، پیشہ، سماج وغیرہ کو چھوڑ کر یا تو تنہائی کی زندگی بسر کی جائے یا تارک الدنیا لوگوں کی مصاحبت اختیار کی جائے۔ ایسے لوگوں کیلئے لباس بھی متعین کر دیا گیا ہے جو تین کپڑوں پر مشتمل ہے ان میں ایک تہہ بند ایک کوٹ کی قسم کا کپڑا اور ایک چادر شامل ہے۔ سر اور داڑھی کے بال بالکل مونڈھ دیئے جاتے ہیں۔ خوراک بھیک مانگ کر حاصل کی جاتی ہے۔ ان راہبوں کو بھکشو کہا جاتا ہے۔

بھکشو کے لئے شرائط: بھکشو کے لئے ضروری ہے کہ وہ دس باتوں سے علیحدہ رہے۔ (۱) قتل (۲) سرقہ (۳) زنا (۴) جھوٹ (۵) منشیات (۶) شام کا کھانا (۷) رقص و سرود (۸) آرائش و زیبائش (۹) بلند مسند کی خواہش نہ رکھنا (۱۰) سونا چاندی وغیرہ سے اجتناب۔ بھکشو کے لئے حکم ہے کہ وہ ہر مہینے میں دو بار احتساب نفس کرے اور دیکھے کہ کہیں ان احکامات کی خلاف ورزی تو نہیں ہوئی۔ احتسابِ نفس کے دن کو ''اوپاستھ'' یعنی روزے کا دن کہا جاتا ہے۔ بدھ مذہب نے عورت کو بھی مذہبی امور کی ادائیگی میں شریک کیا ہے۔ (شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا از سید قاسم محمود صفحہ ۳۵۳-۳۵۴)

بدھ مت کے دو مشہور فرقے: بدھ مت میں دو بڑے فرقے مہایان اور ہنایان ہیں۔

(۱) مہایان: اس سے مراد بڑی گاڑی ہے اس فرقہ نے بدھ مت میں خدا کے تصور کو داخل کیا لیکن خدا کو انہوں نے ''بدھستوا'' کا نام دیا ہے ان کے عقیدہ کی رُو سے بدھستوا گوتم کے علاوہ اور بھی صورتوں میں آتا رہا ہے چنانچہ جاپان میں اس نظریہ کی وجہ سے کثرت پرستی نے راہ پالی ہے۔ تاہم چند اخلاقی اصولوں کو بھی اپنانا ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اس فرقہ نے نروان کے حصول کے بعد کی زندگی کا واضح تصور پیش کیا ہے۔ اور آخرت اور جزا کی تفصیل بیان کی ہے۔ یہ فرقہ شمالی علاقوں، نیپال، تبت، چین، منچوریا، کوریا، منگولیا اور جاپان میں بے حد مقبول ہوا۔ تبتی مہایان زندہ بدھوں پر یقین رکھتے ہیں ان کے سب سے بڑے پروہت کو ''لاما'' کہا جاتا ہے اس کے متعلق عقیدہ ہے کہ گوتم کی روح لاما میں حلول کر گئی ہے یا گوتم

بدھ ان لاماؤں کے بھیس میں بار بار جنم لیتے ہیں۔ تبتی مذہب میں ہندو دیوتاؤں کی پرستش بھی شامل ہوگئی ہے۔ چین میں مہایان فرقہ نے تاؤازم اور کنفیوشس مذہب کے ساتھ اشتراک کرلیا ہے۔

چینی راہب عموماً نچلے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بچپن سے ہی خانقاہوں میں داخل کرکے بدھ مت کی تعلیم دی جاتی ہے یہ لوگ جلوس کی صورت میں خیرات مانگنے نکلتے ہیں۔ ان کا لباس پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اور سر مونڈھا ہوتا ہے۔

(۲) ہنایان: اس کے معنی چھوٹی گاڑی کے ہیں یہ مہایان کے برعکس قدامت پسند فرقہ ہے یہ جنوبی علاقہ سری لنکا، برما، سیام وغیرہ میں پھیلا۔ اس نے کسی حد تک گوتم کی تعلیمات کو برقرار رکھا تاہم اب ان میں بھی بت پرستی شامل ہوگئی ہے۔ اس مذہب کی نمایاں خصوصیت سادگی ہے۔ سوائے چند بڑے شہروں مثلاً کولمبو، رنگون اور بنکاک ان کی خانقاہیں سادہ طرز تعمیر کی حامل ہیں۔ نروان کے متعلق ان کا نظریہ ہے کہ اس کے بعد روح کو مکمل سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ ان کی مذہبی کتابیں پالی زبان میں ہیں۔

مذہبی کتابیں: ابتدا میں گوتم بدھ کی تعلیمات سینہ در سینہ چلتی رہیں۔ گوتم کی وفات کے بعد انہیں کتابوں کی صورت میں مدوّن کیا گیا۔ چنانچہ ہندو بادشاہ اشوک نے جب یہ مذہب قبول کرلیا تو ۲۴۲ ق م میں اس نے حضرت بدھ کے فلسفیانہ اقوال اور تقاریر کو ضبط تحریر میں لانے کا حکم دیا۔ ابتداء میں دو حصے ''دیان پٹاک'' اور ''ست پٹاک'' لکھے گئے اول الذکر میں راہبانی زندگی کے اصول بیان ہوئے ہیں اور موخر الذکر میں گوتم کی تقاریر اور تعلیمات درج ہیں۔ بعد ازاں تیسرا حصہ ''ابی دھرم پٹاک'' بھی شامل کیا گیا اور اس کتاب کا نام ''تری پٹاک'' رکھا گیا۔ بعد ازاں گوتم بدھ کی تعلیمات کے خلاصے کے طور پر ''دھم پراس'' کے نام سے ایک اور کتاب بھی لکھی گئی یہ کتب زیادہ تر پالی زبان میں ہیں۔

بدھؑ کے بعد: بدھ مت کے عروج کا زمانہ چھٹی سے آٹھویں صدی عیسوی تک ہے۔ ۷۸۸ء سے ۸۲۰ء تک ہندوستان کے ایک برہمن کماریل بھٹ نے ایک زبردست تحریک کا آغاز کیا اور بدھ مت پر مظالم کا دور شروع ہوا۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ گیارھویں صدی عیسوی تک ہندوستان میں بدھ بہت کم ہو گئے۔ تاہم دیگر ممالک مثلاً تبت، چین، جاپان اور مشرق بعید کے اکثر ممالک میں اس مذہب کو اپنا لیا گیا۔ تبت میں یہ مذہب ساتویں صدی عیسوی میں پہنچا۔ چین میں یہ بہت پہلے سے موجود تھا لیکن تاؤمت اور کنفیوشس مت کا اثر زیادہ تھا۔ ان مذاہب کے اشتراک کے بعد ایک وقت آیا کہ چین کے عوام نے تینوں مذاہب کو بیک وقت قبول کرلیا۔

آج بھی بدھ مذہب والے دنیا کی آبادی کا گیارہ فیصد ہیں آبادی کے لحاظ سے سب سے زیادہ بدھ برما ۹۰ فیصد، تھائی لینڈ ۹۰ فیصد، سری لنکا ۶۰ فیصد، بنگلہ دیش ۱۰ فیصد، جاپان ۶۰ فیصد چین میں ۱۷ فیصد اور ہندوستان میں ۱۰ فیصد ہیں۔ علاوہ ازیں فلپائن، انڈونیشیا، نیپال، کمبوڈیا، لاؤس اور تبت میں بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ کچھ تعداد یورپ اور امریکہ میں بھی آباد ہے۔

(شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا از سید قاسم محمود صفحہ ۳۵۲ تا ۳۵۴)

بسلسلہ نصاب تعلیم برائے امتحان سہ ماہی چہارم

تعارف کتاب ''سیرت مسیح موعودؑ''

از: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... نے اپنی کتاب ''سیرت مسیح موعود'' میں مختصر مگر نہایت جامع انداز میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی سیرت پر روشنی ڈالی ہے اس کی غرض وغایت آپ کے اپنے الفاظ میں یوں ہے۔

''چونکہ احمدیہ جماعت کی روزمرہ ترقی اور اطراف عالم میں پھیلنے والی لہر کو دیکھ کر بہت سے لوگوں کو جو اس کے حالات سے واقف نہیں۔ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اس کے حالات سے آگاہ ہوں۔ لیکن بوجہ مجبوری کے وہ مفصل کتب کو نہیں دیکھ سکتے اس لئے میں نے چاہا کہ ایک ایسا رسالہ لکھ دوں جس میں مختصر طور پر اس سلسلہ اور اس کے بانی کے حالات درج ہوں تا کہ طالبان حق کے لئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت راہنما کا کام دے اور مزید تحقیق کے لئے ان کے دلوں میں تحریک پیدا کرے'' (دیباچہ صفحہ ۱)

اس کتاب کے تعارف کے متعلق اہم امور درج ذیل ہیں۔

اس کتاب کی رُو سے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیدائش ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ (بعد کی تحقیق سے آپ کی ولادت ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ ناقل)

۱۸۷۶ء میں آپ کے والد ماجد کی وفات ہوئی جس پر آپ کو بعض مشکلات کا خیال ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً تسلی اور اطمینان عطا فرمایا۔ آپ کی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کا پہلا حصہ ۱۸۸۰ء میں دوسرا حصہ ۱۸۸۱ء میں تیسرا حصہ ۱۸۸۲ء اور چوتھا حصہ ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔

دسمبر ۱۸۸۸ء میں آپ کو بیعت کا حکم ہوا۔ ۱۸۸۹ء میں آپ نے لدھیانہ میں حضرت صوفی احمد جان...... کے مکان پر بیعت لی۔ اس دن ۴۰۔ افراد سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۸۹۱ء میں آپ کو بتایا گیا کہ مسیح کی بعثتِ ثانیہ سے مراد آپ ہی ہیں۔ اور آپ نے بذریعہ اشتہار دعویٰ مسیح موعود کا اعلان کیا۔ جس پر آپ کی علمائے زمانہ نے شدید مخالفت کی ۱۸۹۳ء میں آپ کا امرتسر میں پادری عبداللہ آتھم سے پندرہ روز تک ایک مباحثہ ہوا۔ یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو آپ نے نماز جمعہ کے عام رواج کے لئے ایک کوشش کا آغاز فرمایا۔ یعنی گورنمنٹ ہند سے تعطیل جمعہ کی تحریک کی کارروائی شروع کی۔

۱۸۹۶ء کے آخر میں چند لوگوں نے مل کر لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے مذاہب کے نمائندوں کو شامل ہونے کی دعوت دی۔ یہ دعوت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو بھی ملی۔ چنانچہ آپ نے اس کانفرنس کے لئے ایک مضمون لکھا جو حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی...... نے پڑھ کر سنایا۔ آپ کی پیشگوئی کے مطابق۔ آپ کا یہ مضمون تمام مضامین پر بالا رہا جس کا اعتراف جملہ سامعین جلسہ کے علاوہ ملکی اخبارات نے بھی کیا۔ ۶/ مارچ ۱۸۹۷ء کو حضرت بانی سلسلہ

احمدیہ کی پیشگوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام ہلاک ہو گیا۔

مئی ۱۸۹۷ء میں سفیر روم حسین کامی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں قادیان حاضر ہوا اور اپنی سلطنت کے لئے دعا کی خاص تحریک کی۔

اگست ۱۸۹۷ء میں حضرت بانی جماعت احمدیہ کے خلاف ایک مسیحی پادری مارٹن کلارک نے امرتسر کی عدالت میں ایک مقدمہ سازش قتل دائر کیا۔

اکتوبر ۱۸۹۷ء میں آپ کو ایک شہادت پر ملتان جانا پڑا واپسی پر آپ کچھ دن لاہور بھی ٹھہرے۔ اس سفر کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی......فرماتے ہیں۔

''میری عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی اور میں بھی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھا۔ میں اس مخالفت کی جو لوگ آپ سے کرتے تھے وجہ تو نہیں سمجھ سکتا تھا اس لئے یہ دیکھ کر مجھے سخت تعجب آتا کہ جہاں سے آپ گزرتے ہیں لوگ آپ کے پیچھے کیوں تالیاں پیٹتے ہیں سیٹیاں بجاتے ہیں'' (صفحہ ۳۲)

۱۸۹۸ء میں ایک عیسائی مرتد نے حضرت نبی کریم کی ازواج مطہرات کے خلاف ایک نہایت دل آزار کتاب شائع کی جس سے مسلمانوں کے جذبات شدید مجروح ہوئے۔ لاہور کی ایک انجمن نے گورنمنٹ کو اس کتاب کی ضبطی کے لئے میموریل بھیجنے کی تیاری کی لیکن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے منع فرمایا کہ اس کا نتیجہ مفید نہ ہوگا اور مشورہ دیا کہ کتاب کا مدلل جواب لکھا جائے۔ انجمن والوں نے آپ کے مشورہ کی قدر نہ کی جس پر انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ آپ نے جواب دینے کے طریق کو مقدم کیا۔ ۱۸۹۸ء میں ہی آپ نے جماعت کے تعلقات ازدواج اور نظام معاشرت کی تحریک کی اور جماعت کو ہدایت فرمائی کہ احمدی اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو نہ دیا کریں۔

۱۸۹۸ء میں آپ نے احمدی طلباء کو گندے ماحول کے اثرات سے بچانے کے لئے ایک ہائی سکول کی بنیاد رکھی۔

۱۸۹۹ء میں آپ کے دشمنوں نے آپ پر حفظِ امن کے متعلق ایک مقدمہ کیا لیکن انہیں اس میں ذلت اٹھانی پڑی۔

۱۹۰۰ء میں آپ نے عیسائی مذہب پر اتمام حجت کے لئے لاہور کے بشپ کو خدائی فیصلہ کی دعوت دی۔ بشپ صاحب اس مقابلہ میں نہ آئے۔

۱۹۰۱ء میں مردم شماری کے موقع پر آپ نے اپنی جماعت کے نام ایک اعلان شائع فرمایا کہ ہماری جماعت کے لوگ کاغذات مردم شماری میں اپنے آپ کو احمدی لکھوائیں۔

۱۹۰۱ء میں آپ کے بعض مخالف رشتہ داروں نے آپ کو اور آپ کی جماعت کو دکھ دینے کے لئے بیت الذکر کے دروازہ کے آگے ایک دیوار کھینچ دی۔ جولائی ۱۹۰۱ء میں آپ نے عدالت میں نالش دائر کی۔ اگست ۱۹۰۱ء میں مقدمہ کا فیصلہ آپ کے حق میں ہوا اور دیوار گرائی گئی۔

۱۹۰۲ء کو آپ نے ولایت میں دعوت الی اللہ کے لئے ایک انگریزی ماہوار رسالہ نکالنے کا حکم دیا جو ریویو آف ریلیجنز

کے نام سے جاری ہوا اسی سال عید الاضحیٰ کے موقع پر آپ نے عربی زبان میں فی البدیہہ تقریر کی جو خطبہ الہامیہ کے نام سے شائع ہوئی۔ اسی سال آپ نے بعض پیشگوئیوں کی بناء پر منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی۔

۱۹۰۲ء کے آخر میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر ایک شخص کرم دین نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ کیا اور جہلم کی عدالت میں حاضر ہونے کے لئے آپ کے نام سمن جاری ہوا۔ چنانچہ آپ جنوری ۱۹۰۲ء میں وہاں تشریف لے گئے۔ یہ سفر غیر معمولی نصرت الٰہی کا نشان ثابت ہوا۔ اس دوران ایک ہزار افراد نے بیعت کی۔ ۱۹۰۳ء سے آپ کی ترقی حیرت انگیز طریق سے شروع ہوگئی۔ چنانچہ بعض ایام میں ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو آدمی بیعت کے خطوط لکھتے تھے۔ اسی سال کابل میں جماعت کی ایک برگزیدہ شخصیت کو سنگسار کیا گیا۔

۱۹۰۳ء میں کرم دین نے حضور کے خلاف گورداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے آپ کے لئے مشکلات کھڑی کیں۔ مقدمہ کرم دین کے دوران اگست ۱۹۰۴ء میں آپ لاہور تشریف لے گئے اور پندرہ دن قیام فرمایا۔ لاہور کے دوستوں کی درخواست پر آپ کا ایک لیکچر مقرر ہوا جو چھاپا گیا اور ایک وسیع ہال میں حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔ حضرت بانی سلسلہ بھی پاس ہی تشریف فرما ہوئے۔ قریباً سات آٹھ ہزار آدمی تھے لیکچر کے ختم ہونے پر لوگوں کی درخواست پر حضور نے کھڑے ہو کر نصف گھنٹہ تک ایک مختصر تقریر فرمائی۔

۲۷/اکتوبر ۱۹۰۴ء کو حضور سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں ایک ہفتہ قیام فرمایا۔ یہاں بھی آپ کا ایک پبلک لیکچر ہوا جو طبع بھی ہو چکا تھا اسے بھی حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے پڑھ کر سنایا۔

۱۹۰۵ء میں حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی وفات پاگئے اس پر آپ نے علماء کے قائم مقام پیدا کرنے کے لئے ایک عربی مدرسہ کے کھولنے کا ارشاد فرمایا۔ دسمبر ۱۹۰۵ء میں آپ کو وفات کا الہام ہوا اس پر آپ نے ایک رسالہ ''الوصیت'' نام سے شائع فرمایا۔ جس میں اپنے بعد نظام قدرت ثانیہ کی خوشخبری دی۔ اور نظام وصیّت کی تفصیلات بیان فرمائیں۔ دسمبر ۱۹۰۶ء میں آپ نے صدر انجمن احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

لاہور میں وفات سے قبل دوران بیماری آپ نے ایک لیکچر لکھا۔ جو ''پیغام صلح'' کے نام سے شائع ہوا۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہی آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد اور تدفین سے قبل ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جماعت احمدیہ نے حضرت مولانا نورالدین......کو حضور کا جانشین مقرر کیا اور اس طرح جماعت میں قدرت ثانیہ کا ظہور ہوا۔

نصاب تعلیم سہ ماہی چہارم اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۱ء

۱۔	ترجمہ قرآن کریم	پارہ ۲۴ نصف اوّل
۲۔	کتاب	''توضیح مرام'' از حضرت مسیح موعودؑ
۳۔	کتاب	''سیرت حضرت مسیح موعودؑ'' از حضرت مصلح موعود............

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

راولپنڈی میں ہولناک سیلاب اور خدمتِ خلق

رپورٹ: مکرم مبارک احمد صاحب ناظم ضلع راولپنڈی

۲۳؍جولائی ۲۰۰۱ء بروز سوموار کو راولپنڈی کی تاریخ کا بدترین اور خوفناک سیلاب آیا جس نے راولپنڈی شہر کی تقریباً نصف آبادی کو جو نشیبی علاقہ میں واقع تھی۔ بری طرح متاثر کیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ دن کا وقت تھا۔ اس لئے جانی نقصان زیادہ نہیں ہوا۔ اس کی مختصر رپورٹ ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔

سیلاب کی اطلاع ملتے ہی دو ریلیف سنٹرز ایک ایوان توحید میں اور دوسرا بیت الحمد میں قائم کر دیئے گئے۔ ایوانِ توحید میں مکرم پیر افتخار الدین صاحب اور بیت الحمد مری روڈ میں خاکسار نگران تھا۔ مری روڈ کے قریب کے علاقہ جات چونکہ زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ اور نچلی منزل میں بسنے والوں مکینوں کا سارا اثاثہ تباہ ہو گیا تھا۔ اس لئے زیادہ تر کارروائی اسی ریلیف سنٹر کے ذمہ تھی۔ چنانچہ فوری طور پر نقصان کا اندازہ لگانے کے لئے رابطہ کیا گیا۔ متاثرہ گھروں خصوصاً نچلی منزل میں بسنے والے احباب کا کچھ نہیں بچا تھا۔ ان کے لئے کھانے پینے کا کوئی سامان نہیں تھا پینے کے لئے پانی تک نہیں تھا۔ اور پہنے ہوئے لباس کے علاوہ سب کچھ برباد ہو گیا ہے۔ پانی کا ریلہ پہلے پوری منزل کو ڈبو کر پر دوسری منزل میں بھی چار فٹ تک آ گیا تھا۔ سیلابی پانی اپنے ساتھ گند۔ کیچڑ۔ اور طرح طرح کی گندگی لایا تھا جب اترا تو سارا کیچڑ گھر کی ہر چیز میں گھس گیا تھا۔ جس سے گھروں کا سامان نہ صرف قابل استعمال نہ بلکہ اسی کی صفائی اور برباد شدہ سامان کی Disposel وبال جان بن گئی تھی۔ خاکسار نے شروع میں دو انصار مکرم عقیل احمد صاحب اور مکرم اشفاق احمد بٹ صاحب اور چند خدام کے ساتھ متاثرہ گھروں میں کھانا اور پینے کا پانی پہنچایا۔ جن گھروں میں ٹھہرنا ناممکن تھا۔ انہیں بیت الحمد میں رہنے کے لئے پیش کش کی گئی مگر کچھ لوگ اپنے ہمسائیوں کے مکان اور بعض اپنے عزیزوں کے ہاں منتقل ہو گئے اور کچھ بیت الحمد میں رات بسر کرنے کے لئے آ گئے۔ رات گئے تک کارروائی جاری رہی اور ہر گھر میں کھانا پانی اور ان کے رات گزارنے کے لئے انتظام کیا گیا۔ کام کی چونکہ ابتدا تھی۔ اور اس ہولناک تباہی کا اندازہ نہ تھا اس لئے ڈیوٹی پر مامور کم دوست تھے بعد میں مزید خدام کو بھی اس خدمت میں لگایا گیا اسی رات اطلاع ملی کہ ہمارا ایک خادم عزیزم اظہر سہیل کسی ڈوبتے ہوئے کو بچاتے ہوئے نالہ لئی میں ڈوب گیا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

اس موقعہ پر مکرم قائد صاحب ضلع اور ان کے نائب کی سرکردگی میں خدام الاحمدیہ نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور جہاں تک ممکن تھا ان کو ابتدائی ضروری سامان مہیا کیا گیا روزمرہ کے استعمال کے پارچات اکٹھے کرنے کے لئے لجنہ اماء اللہ نے قابل قدر خدمات سرانجام دیں الحمدللہ کہ احباب کے عطیات سے دو لاکھ روپے تک کی رقم سیلاب زدگان کو دی گئی محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے بھی اس ساری صورتِ حال سے آگاہ رکھا گیا اور ان کے اہم مشوروں کو مدنظر رکھا گیا۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس آزمائش کی گھڑی میں خدمت خلق کی توفیق دی۔

مجھے دیکھ رفعت کوہ میں

''کلر کہار اور ملکہ کوہسار مری کی سیر''

مجلس انصار اللہ نظامت ضلع شیخوپورہ کا دلچسپ تفریحی پروگرام

رپورٹ: مکرم ثنا انجم صاحب ناظم انصار اللہ

ہمارا مختصر کارواں شیخوپورہ شہر سے روانہ ہوا تو موٹروے پر ہماری پہلی منزل کلر کہار کا خوبصورت مقام تھا جسے مغل بادشاہ بابر نے اس کے خوبصورت مناظر کے باعث بچہ کشمیر کہا تھا یہاں ایک بڑی جھیل ہے۔ احباب نے اس جھیل کی سیر کی اور تختِ بابری دیکھا اس کے بعد مزار بابا موراں والی سرکار پر دعا کی گئی۔ مزار کے ساتھ ہی وہ جنگل ہے جہاں سہ پہر کو مور آتے ہیں اور ناچتے ہیں جب کہ یہ دوپہر تھی اور جہاں کسی مور کی آمد و رفت نہ دیکھی گئی۔ ہوسکتا ہے کہ ایک محاورہ ہی رہ گیا ہو یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انسان نے موروں کو جنگلوں سے نکال کر اپنے گھروں میں آباد کر رکھا ہو اور وہیں ان کا ناچ بھی دیکھ لیتے ہوں۔ خیر یہ تو ایک ذوقی بات تھی اصل مقصد کی طرف آتے ہیں۔ اس مزار کے ساتھ ایک غار نما حجرہ بھی ہے جس پر لکھا ہے کہ اس جگہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے چلّہ کشی کی تھی ایک عورت غالباً مجاور کے طور پر اس حجرہ میں موجود تھی جس سے زیادہ تفصیلات معلوم کرنے کی ہمیں ہمت نہ ہوئی۔ بہر حال حضرت سلطان باہوؒ کے حوالے سے ہمارے ذہن میں کئی یادیں تازہ ہوگئیں اور ان کا عارفانہ کلام ہمارے ذہن کے دریچوں میں گھومنے لگ۔ عارفانہ کلام ملاحظہ فرمائیں۔

چڑھ چناں تے کر روشنائی، تیرا ذکر کریندے تارے ہو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے لالاں دے ونجارے ہو
شالا کوئی نہ تھیئے مسافر۔ ککھ جنہاں تو بھارے ہو
تاڑی مار [illegible] نہ ساکوں اسیں آپے [illegible] ن ہارے ہو

اسی طرح یہ رباعی بھی ہمارے حسب حال ہے۔

ایہہ تن میرا چشماں ہووے، مرشد ویکھ نہ رجّاں ہو
لُوں لُوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجّاں ہو
اینہاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کتے ول بھجّاں ہو
مرشد دا دیدار ہے مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ہو

حضرت سلطان باہوؒ شورکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ماں نے باہو نام رکھا لیکن اخلاقِ عالیہ کی وجہ سے سلطان کا لقب رواج پا گیا۔ دیوان غزلیات فارسی کلام اور ابیات باہو پنجابی کلام ہے۔ حضرت سلطانؒ باہوؒ کے چلّہ سے ہمارا تصور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس چلّہ کی طرف چلا گیا جو آپ نے ہوشیار پور کے مقام پر فرمایا تھا اور جس کی برکات آج بھی ہم حاصل کر رہے ہیں۔ اور قیامت تک لوگ حاصل کرتے رہیں گے۔

کلر کہار سے ہم ۱۲ بجے روانہ ہوئے۔ وقت کی کمی کے باعث راستے میں کہیں نہ رکے۔ مری روڈ چھتر پارک کے قریب پہنچتے پہنچتے احباب کو بھوک کی شدت کا احساس ہونے لگا۔ چنانچہ دیو اشتہا کو زیر کرنے کے لیے ایک چھوٹے سے ہوٹل کے قریب دریاں بچھا کر کھانے کا جملہ انتظام کر لیا گیا اور احباب نے دیکھتے ہی دیکھتے دیو اشتہا کو پابہ زنجیر کر دیا۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو احباب کے چہروں پر رونق آئی اور حمد و شکر کے جذبات کے ساتھ مری کی جانب سفر کا آغاز کر دیا گیا- گھوڑا گلی سے پہلے ہی ڈرائیور نے ویگن روک دی- معلوم ہوا کہ انجن انتہائی گرم ہو گیا ہے اور اسے ریسٹ کی ضرورت ہے حالانکہ ہمارا ریسٹ ہاؤس ابھی کافی دور تھا- لہٰذا احباب نے اس وقت نماز ظہر وعصر ادا کرنے کا پروگرام بنایا اور برلب سڑک دریاں بچھا کر نماز کا انتظام کیا گیا پہلے ہی انصار کا یہ کارواں باوضو تھا- ظہر وعصر کی نمازیں ادا کرنے کے بعد سفر جاری ہوا جو چڑھائی کی طرف تھا- بلندی پر جاتے ہوئے اللہ اکبر اور اترائی پر تسبیح کرتے ہوئے سنتِ نبویؐ پر عمل کرنے کا موقعہ ملتا رہا-

ساڑھے چھ بجے کے قریب ہم سنی بنک اور مری ہومیو پیتھک کالج کے قریب پہنچ چکے تھے اور یہیں ہماری رہائش گاہ ایک پہاڑی پر واقع تھی- ہمارا ڈرائیور مہم جو قسم کا واقع ہوا تھا اس نے جلدی سے ویگن کو پہاڑی کے رستہ پر ڈال دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے قیام گاہ تک جا پہنچا- الحمد للہ- احباب نے ابھی سامان کمروں کے اندر رکھا ہی تھا اور باہر لان میں بیٹھنے کی تیاری کر رہے تھے کہ کالے بادلوں کی گھٹا آئی اور گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا اور دس منٹ کے اندر اندر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی- احباب میدانی علاقہ کی شدید گرمی کے مقابل پر اس آناً فاناً نازل ہونے والی بارش پر خوب لُطف اٹھاتے رہے اور بارش کے قطروں کو اپنی زبان پر لے کر سنتِ نبویؐ پر عمل کر کے تسکین حاصل کرتے رہے- گھنٹہ بھر موسلا دھار بارش ہوئی- ہمارے میزبان نے بتایا کہ مہینہ بھر سے اس بارش کا انتظار ہو رہا تھا اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے پانی کی قلت پیدا ہو گئی تھی-

بارش کے رُکتے ہی نمازیں ادا کی گئیں جس کے بعد ایک علمی و ادبی مجلس کا پروگرام تھا- لہٰذا اس پُر کیف ماحول میں مجلس کے آغاز پر خاکسار نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم تفریح کے لئے جماعتی نظام کے تحت لمبے سفر پر نکلے ہیں اور مجھے اس وقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا وہ سفر یاد آ رہا ہے کہ جب براہین احمدیہ کی اشاعت کے سلسلے میں آپ امرتسر تشریف لے گئے جبکہ آپ کی کتاب رجب علی کے ذریعہ چھپ رہی تھی- آپ کو اس پریس کا علم نہ تھا لہٰذا پوچھتے پوچھتے ایک اور پریس جو کہ نور احمد صاحب کا تھا وہاں چلے گئے اور دیکھا کہ آپ کی کتاب وہاں چھپ رہی ہے آپ نے استفسار فرمایا کہ آیا یہ رجب علی کا پریس ہے؟...... میں رجب علی سے ملنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ کام بھی وقت پر نہیں کرتا ہے اور آئے روز پیسوں کا مطالبہ بھی کرتا رہتا ہے میں اسے کچھ ادائیگی کرنا چاہتا ہوں- نور احمد صاحب نے بتایا کہ آپ کی کتاب کا کام رجب علی نے ہی میرے سپرد کیا ہے اور میرے پریس میں ہی آپ کی کتاب چھپ رہی ہے- آپ اس پر بہت خوش ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپ کا کام اچھا ہے اور میں پسند کروں گا کہ میری کتاب آپ کے ہاں ایک مسلمان کے پریس میں شائع ہو- لیکن میرے پاس پیسے نہیں ہیں اور یکمشت ادائیگی نہیں کر سکتا لہٰذا آپ کچھ قسط مقرر کر لیں جس کے مطابق میں ادائیگی کروں گا- نور احمد صاحب نے بخوشی یہ بات منظور کر لی جس پر حضور فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی- یہ اس عظیم الشان کتاب کی اشاعت کے وقت حضور کے سفرِ امرتسر کی روداد تھی جس سے اس وقت کی بے سروسامانی عیاں ہوتی ہے اور یہ وہی

کتاب ہے جس کے بارے میں مخالفین نے بھی اعتراف کیا ہے کہ اس کی نظیر چودہ سو سال میں پائی نہیں جاتی - اور آپ کے ایک عظیم الشان کشف کے مطابق آنحضرت ﷺ نے اس کتاب کا نام 'قطبی' رکھا ہے- آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایک آدمی اشاعتی کاموں کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کرنے کے لئے تیار ہے-

اس کے بعد احباب نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیرۃ کے مختلف پہلو اپنے اپنے انداز میں بیان فرمائے خصوصاً حضور کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں روح پُرور روایات بیان کی گئیں- اس کے بعد محفل کا رخ ادبی موضوعات کی طرف چلا گیا- اس موقع پر مکرم محمود احمد صاحب نائب ناظم تعلیم نے جناب عبید اللہ علیم صاحب کی ایک غزل کے چند شعر خوش الحانی سے سنائے

باہر کا دھن آتا جاتا اصل خزانہ گھر میں ہے
ہر دھوپ میں جو مجھے سایہ دے وہ سچا سایہ گھر میں ہے

اک ہجر زدہ بابل پیاری ترے جاگتے بچوں سے ہاری
اے شاعر کس دنیا میں ہے تو اک شخص اکیلا گھر میں ہے

دنیا میں کھپائے سال کئی آخر میں کھلا احوال یہی
وہ گھر کا ہو یا باہر کا ہر دکھ کا مداوا گھر میں ہے

اس علمی و ادبی نشست کے بعد ہم بذریعہ ویگن مال روڈ پر پہنچے اور دیکھا کہ ایک جگہ آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور لوگوں کا ہجوم جمع ہے معلوم ہوا کہ بارش سے آسمانی بجلی گرنے سے ایک درخت کو آگ لگ گئی ہے- یہ بھی عجیب منظر تھا کہ ایک طرف ٹھنڈی ہوائیں تھیں اور دوسری طرف آگ کا الاؤ تھا جسے فائر بریگیڈ کا عملہ تین گھنٹے تک بجھاتا رہا- وہاں سے ہم مال روڈ پر آئے اور شاپنگ کے بعد احباب رات گئے اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے-

علی الصبح احباب نے انفرادی طور پر نماز تہجد ادا کی اور نماز فجر باجماعت ادا کی- درس قرآن مجید اور درس ''انفاخ قدسیہ'' کے بعد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا کلام از درثمین پڑھا گیا اور بعض احباب سفر کی تیاری میں مصروف ہو گئے جب کہ بعض احباب سیر کے لئے نکل گئے- احباب نے اگلے سفر کی تیاری کی ناشتہ کیا اور پُر کیف مناظر کی فوٹوگرافی کی اور پروگرام کے مطابق ایوبیہ کے لئے عازم سفر ہوئے- کافی عرصہ کے بعد ایوبیہ جانے کا اتفاق ہو رہا تھا- اس وقت تو ایوبیہ کی سڑک سنگل تھی اور ٹوٹی پھوٹی تھی لیکن اب تو ماشاء اللہ یہ سڑک کشادہ اور اچھی حالت میں ہے سڑک کے دونوں طرف دلکش اور دلفریب مناظرِ قدرت ہیں بلند و بالا پہاڑی سلسلہ اور چیل کے سدا بہار سرسبز و شاداب درخت عجیب منظر پیش کر رہے تھے- جس سے روح کو بالیدگی آنکھوں کو طراوت اور دل کو آسودگی مل رہی تھی- بلند پہاڑی سلسلہ خدا تعالیٰ کی عظمت کو ظاہر کر رہا تھا- جی تو یہی چاہتا تھا کہ انسان اگر مستقل نہیں تو کچھ دنوں کے لئے اسی ماحول میں رچ بس جائے مگر

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

والی بات تھی- اس پُر کیف سفر کے دوران خاکسار نے احباب کو ان مناظرِ قدرت کی دلکشی کی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ مجھے اس وقت حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی اس نظم کے اشعار یاد آ رہے ہیں جو آپ نے علامہ اقبال کے اس شعر

کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبیں نیاز میں

کے جواب میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:-

مجھے دیکھ رفعتِ کوہ میں مجھے دیکھ پستی کاہ میں
کبھی دیکھ عجزِ فقیر میں کبھی دیکھ شوکتِ شاہ میں
نہ دکھائی دوں تو فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں
مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تیری جبینِ نیاز میں

مجھے ڈھونڈ دل کی تڑپ میں تو مجھے دیکھ رُوئے نگار میں
کبھی بلبلوں کی صدائیں سن کر کبھی دیکھ گل کے نکھار میں
میری ایک شان خزاں میں ہے میری ایک شان بہار میں
مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں تیری جبینِ نیاز میں

اس پُر کیف اور پُر شوکت نظم کے اشعار نے احباب پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری کر دی اور وہ ان پُر کیف نظاروں میں ہستی باری تعالیٰ کی تخلیق کے حسین جلووں میں گم ہو کر رہ گئے۔

ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ہم ایوبیہ پہنچ رہے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ ایوبیہ ابھی سویا ہوا ہے اکا دکا لوگ نظر آ رہے تھے۔ چیر لفٹ جو کہ خاصی دلچسپی کا باعث تھی مکینک اس کے پُرزہ جات کی جانچ پڑتال کر رہے تھے۔ احباب نے چل پھر کر سیر کی اور اردگرد کے ماحول سے واقفیت حاصل کی۔ ہوٹلنگ یہاں پر قدرے سستی ہے کھانا بھی مناسب قیمت پر دستیاب ہے ویڈیو فلمیں بنانے والے بھی دستیاب ہیں۔

احباب کا خیال تھا کہ اب جلد واپسی کا سفر شروع کیا جائے۔ لہٰذا واپسی کے لئے روانگی ہوئی۔ راستے میں احباب خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے خوش کلامی میں مصروف تھے کہ اچانک ایک ہمسفر کی طبیعت خراب ہو گئی اور شدید Vomiting شروع ہو گئی۔ ہومیو پیتھی اور ایلو پیتھی ادویات دی گئیں لیکن حملہ اتنا شدید تھا کہ مریض پر شدید نقاہت طاری ہو گئی لہٰذا تھوڑی دیر رک کر مریض کو ریسٹ کروایا گیا۔ دراصل ہمارے ہم سفر کا خوش خوراکی کا شوق رنگ لایا تھا اور ان کے معتمدِ خاص نے رازدارانہ لہجے میں انکشاف کیا کہ صبح مری سے روانہ ہوئے تو موصوف تین عدد ناشتے فرما چکے تھے اور آپ ضمیر جعفری کے اس شعر پر روح کی گہرائیوں کیساتھ عمل پیرا ہوئے کہ

اس طرح طے کیا ہم نے زندگی کا راستہ کہ دو قدم چل لئے اور کر لیا ناشتہ

بہر حال مری پہنچنے تک ہمارے ہمسفر کی طبیعت کافی سنبھل گئی اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان ادویات کا مختصر ذکر کر دیا جائے جو عموماً پہاڑی سفروں کے لئے بڑی مفید اور کارآمد ہوتی ہیں۔ ان میں سے ''کوکا'' (Coca) بڑی معروف

دوائی ہے۔ جس کی علامات پہاڑی سفر میں کانوں میں سوں سوں کی آوازیں اور اونچا سنائی دینا سانس کی تکلیف وغیرہ ہیں۔ Q میں بھی مستعمل ہے اور پوٹنسی ۳۰۔۲۰۰ میں بھی مفید ہے۔ اسی طرح اپیکاک، کاربوویج اور نکس وامیکا بھی اپنی علامات کے مطابق انتہائی موثر ادویات ہیں۔

روالپنڈی ہم بیت النور پہنچے اور ظہر وعصر کی نمازیں ادا کی گئیں۔ اور وہاں سے تین بجے شیخوپورہ کے لئے روانگی ہوئی۔ اور شام آٹھ بجے کے قریب شیخوپورہ پہنچ گئے۔ جہاں مضافات کے احباب ریل گاڑی پر اپنے اپنے شہروں کو روانہ ہو گئے۔ اس طرح طرح نظامت انصار اللہ ضلع شیخوپورہ کا یہ تفریحی ٹور بخیر وخوبی حسین یادیں چھوڑے اختتام پذیر ہوا۔

فالحمد للّٰہ علٰی ذالک

(بقیہ از صفحہ ۲۷)

یٰبنی اٰدم امّایا تینّکُمْ رسلٌ مّنکم تو گویا یہ شناخت صادق کی ہے کہ یقصّون علیکم آیاتی پھر تم ایسا کرو فمن اتّقٰی واصلح۔

تو اس سلسلہ کو ختم نہیں کیا حکم تعیلی ہے۔ مخالفین نے ضد اور جھگڑا میں حضور کو شناخت تو کیا مگر عمداً منہ پھیرا کیونکہ وہ قرآن پڑھتے ہیں۔

گویا خاکسار حضور کا مرید ہے مگر مکرر اقرار کرتا ہے اور حضور کو شاہد کرتا ہے کہ حضور کو من جانب اللہ ہونا اپنے ایمان سے مانتا ہے اور موعود ہونا جانتا ہے...... اس پر کامل ایمان رکھتا ہے۔ اس اقرار کے آپ شاہد رہیں کہ اس عاجز کو اللہ پاک آپ پر ایمان لانے والوں میں لکھے۔ اور درخواست ہے کہ آپ دعا فرمادیں کہ قرآن شریف کا زیادہ شوق ہو اور توفیق تفہیم حاصل ہو۔

اس وقت وہ جوش ہے جس کو یہ عاجز روک نہیں سکتا۔ ....

یہ خاکسار بیمار رہے قلم مبارک کے حروف دیکھنے کی طبیعت حریص ہے والسلام

غلامان غلام

نصیلت علی شاہ ڈپٹی انسپکٹر کھاریاں''(۹)

حضرت شاہ صاحب نے اپنے فارسی کلام میں بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ذکر فرمایا۔ جو واقعات ناگزیر میں شائع ہوا۔

حوالہ جات: (۱)''واقعات ناگریز'' از حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی صفحہ ۱۵ (۲) ایضاً صفحہ ۸-۹ (۳) ایضاً صفحہ ۹-۱۰ (۴) ایضاً صفحہ ۲۴-۲۵ (۶) ایضاً صفحہ ۲۱-۲۲ (۷) ایضاً صفحہ ۲۴-۲۵ (۸) اخبار الحکم ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲ (۹) واقعات ناگزیر صفحہ ۳۱-۳۲

میاں محمد صدیق بانی گولڈ میڈل و انعامی سکالرشپ ۲۰۰۱ء

مکرم محمد صدیق بانی (مرحوم) کی طرف سے ہر سال انٹرمیڈیٹ بورڈ کے امتحان میں پاکستان بھر میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے احمدی طالب علم/ طالبہ کو مندرجہ ذیل تفصیل کے ساتھ انعامات دیئے جائیں گے۔

۱- انٹرمیڈیٹ پری میڈیکل ۲- انٹر میڈیٹ پری انجنئیرنگ ۳- انٹر میڈیٹ جنرل گروپ (پری میڈیکل اور پری انجنئیرنگ کے علاوہ باقی تمام کمبینیشنز)

انٹرمیڈیٹ بورڈ کے فائنل امتحان میں ان شعبہ جات میں جو بھی احمدی طالبہ/ طالب علم پاکستان بھر کے تمام احمدی طلبہ سے زیادہ نمبر حاصل کرے گا وہ ایک عدد گولڈ میڈل اور ۲۵۰۰۰ روپے سکالرشپ کا مستحق قرار پائے گا (خواہ اس کی بورڈ میں کوئی پوزیشن ہو یا نہ ہو) انٹرمیڈیٹ ۲۰۰۱ء امتحان دینے والے تمام احمدی طلباء و طالبات خواہ ان کا تعلق پنجاب، سندھ، بلوچستان، سرحد یا آزاد کشمیر کے کسی بھی بورڈ سے ہو اگر وہ قواعد پر پورا اُترتے ہوں تو اس انعامی مقابلہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

قواعد و ضوابط: اس سکیم کا اطلاق انٹرمیڈیٹ بورڈ کے سالانہ امتحان ۲۰۰۱ء سے ہوگا (اس سے پہلے کا کوئی کیس اس سکیم میں شامل نہ ہو سکے گا- اس سکیم کا اطلاق صرف اور صرف First Annual Examination پر ہوگا- By Parts یا Division Improve کرنے والے طلبہ اس مقابلہ میں شامل ہونے کے اہل نہ ہوں گے- سالانہ امتحان ۲۰۰۱ء میں ۸۰۰ یا اس سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلبا و طالبات درخواست دینے کے اہل ہوں گے- طلبا و طالبات کے لئے الگ الگ معیار نہ ہیں بلکہ اپنے شعبہ میں جو بھی سب سے زیادہ نمبر حاصل کرے گا وہ انعام کا مستحق قرار پائے گا-

درخواست دینے کی آخری تاریخ و طریقہ کار: درخواست سادہ کاغذ پر بنام ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ بھجوانا ہوگی- جس کے ساتھ انٹرمیڈیٹ کی سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی لگانا لازمی ہوگی- اسی طرح درخواست اور سند یا Marks Sheet کی فوٹو کاپی پر بھی مکرم امیر صاحب جماعت/ امیر صاحب ضلع کی تصدیق لازمی ہے- تصدیق کے بغیر کوئی درخواست زیرِ غور نہ لائی جائے گی- درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ ۳۰ نومبر ۲۰۰۱ء تک بڑھا دی گئی ہے- اس کے بعد آنے والی کوئی درخواست زیرِ غور نہ ہوگی-

(نظارت تعلیم)

Monthly ANSARULLAH

EDITOR:
NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL - 92
November 2001

سچی محبت اور تائید الٰہی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تمہیں چاہئیے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعا مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے واسطے کئی موقع ہیں۔ رکوع۔ قیام۔ قعدہ۔ سجدہ وغیرہ آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء اور اس پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں یہ سب دعا ہی کے لئے موقع ہیں۔ اصل غرض اور مغز نماز کا دعا ہی ہے اور دعا خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے موافق ہے۔ عام طور پر دیکھو کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بے قرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا جب انسان خدا تعالیٰ کے دروازہ پر گرتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ گرتا ہے اور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور اس پر رحم کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے اس لئے اس کے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئیے۔ یہ خیال غلط اور باطل ہے جو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے صفات قدرت وتصرف پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اگر وہ حقیقت ایمان پیدا کرتے تو یہ کبھی نہ کہتے۔ جب کبھی کوئی خدا تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنا فضل کیا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے جو کسی نے کہا ہے۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد   اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک دل لے کر آجاؤ۔ صرف اتنی شرط ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ اور وہ سچی تبدیلی پیدا کرو خدا تعالیٰ میں عجیب ودرعجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل وبرکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں کرتا ہے لیکن شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ محبت ایک ایسی شے ہے کہ انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر ایک نیا اور مصفا انسان بنا دیتی ہے پھر وہ وہ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا۔ وہ وہ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا۔''

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء)